

پہاڑی وعظ

The Sermon on the Mount

چونکہ اس کی خواہش شاگرد بنانا ہے اس لیے انہیں مسح کے احکام کی تابعداری کی تعلیم دیں۔ شاگرد ساز خادم یوسع مسح کے پہاڑی وعظ میں بڑی دلچسپی لے گا۔ یوسع مسح کے اس وعظ سے بڑے وعظ کا ذکر ہمیں کہیں نہیں ملتا۔ یہ پہاڑی وعظ یوسع مسح کے احکام سے بھرا پڑا ہے۔ شاگرد بنانے والا خادم نہ صرف خود مسح کے احکام کی تابعداری کریگا بلکہ وہ اپنے شاگردوں کو بھی مسح کے احکام کی تابعداری کی تعلیم دیگا۔

میں نے جو کچھ اس پہاڑی وعظ سے سیکھا جو متی ۵:۱۷ء باب پر مشتمل ہے۔ میں اس کا آپ کے ساتھ اٹھا ر خیال کرنے جا رہا ہوں۔ میں خادموں سے یہ کہتا ہوں کہ وہ اپنے شاگردوں کو آیت با آیت اس پہاڑی وعظ کی تعلیم دیں۔ مجھے امید ہے کہ جو کچھ میں نے لکھا ہے وہ شروع سے آخر تک ان کے لیے مددگار ثابت ہو گا۔

خیپے اس پہاڑی وعظ کا خامہ بنایا گیا ہے۔ جو ہمیں اس کا طائرانہ جائزہ دیتا ہے اور اس کے مرکزی خیال کو نمایا کرتا ہے۔

(۱) یوسع مسح اپنے لوگوں (بھیڑ) کو اکٹھا کرتا ہے (۵:۱-۲)

(۲) تمہید، تعارف (۵:۳-۲۰)

الف: برکت پانے والوں یا مبارکوں کی خصوصیات اور برکات (۵:۳-۱۲)

ب: ہمیشہ بُک اور نور رہنے کی صحیحت (۵:۱۳-۱۶)

ج: مسح کے پیروکاروں کے ساتھ شریعت کا تعلق (۵:۱۷-۲۰)

(۳) وعظ: قہیوں اور فریسیوں سے زیادہ راستباز ہو (۵:۲۱-۲۷)

الف: آپس میں محبت رکھو اور قہیوں اور فریسیوں کی مانند نہ ہو (۵:۲۱-۲۶)

ب: قہیوں اور فریسیوں کی مانند نہ ہو بلکہ جنسی تعلقات میں پاک ہو (۵:۲۶-۳۲)

ج: دیانتدار ہونے کے قہیوں اور فریسیوں کی طرح بد دیانت (۵:۳۲-۳۳)

د: اپنے دشمنوں سے نفرت نہ کرو جیسا کہ فقہی اور فریسی کرتے ہیں (۵:۳۳-۳۸)

ه: بد لہ نہ لوجیسا کہ فقہی اور فریسی کرتے ہیں (۵:۳۸-۳۲)

و: نیکی کے کاموں میں قہیوں اور فریسیوں کی مانند نہ ہو (۵:۱-۱۸)

(۱) نیک مقصد کے لیے خیرات کریں (۲:۲-۳)

(۲) نیک مقصد کے لیے دعا کریں (۲:۵-۲)

(۳)

دعا اور معافی کے سلسلہ میں اختلاف (۲:۷-۱۵)

الف:

دعا کرنے کے متعلق بدایات (۲:۷-۱۳)

ب:

ایک دوسرے کو معاف کرنے کی ضرورت ہے (۸:۲-۱۵)

(۲)

صحیح مقصد کے لیے روزہ رکھنا (۲:۱۶-۱۸)

ج:

مال جمع نہ کرو جیسا کہ فقہی اور فریضی کرتے ہیں (۲:۱۹-۳۲)

د:

اپنے بھائیوں کی عیوب کی عیوب جوئی نہ کریں (۱:۵-۷)

ہ:

بے قدر کوچائی کی راہ بتانے میں اپنا وقت ضائع نہ کریں (۷:۶)

و:

دعا کرنے کی تاکید یا حوصلہ افزائی (۷:۷-۱۱)

(۲)

حاصل بحث؛ واعظ کا خلاصہ

الف:

اختصار یہ بیان (۷:۱۲)

ب:

تاب بعد اری کی صحیحت (۷:۱۳-۱۴)

ج:

جھوٹے نبیوں اور ایمانداروں کی پیچان کیے کی جائے (۷:۱۵-۲۳)

د:

نافرمانی کے خلاف آخری انہتاہ اور خلاصہ (۷:۲۳-۲۷)

یسوع اپنے لوگوں (بھیڑ) کو اکٹھا کرتا ہے

Jesus Gathers His Audience

”وہ اُس بھیر کو دیکھ کر پہاڑ پر چڑھ گیا۔ اور جب پیٹھ گیا تو اُس کے شاگرد اُس کے پاس آئے۔ اور وہ اپنی زبان کھول کر یوں تعلیم دینے لگا۔“ (متی: ۱:۵)

ایسا الگتا ہے یوں بھیر کی تعداد کم کرنے کی غرض سے اُن کے پاس سے پہاڑ پر چڑھ گیا۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ اُس کے شاگرد اُس کے پاس گئے۔ یہ چیز اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ وہ جو اُس کی باتیں سننے کے بھوکے تھے۔ وہ اُس کے پیچھے پہاڑی پر گئے جہاں وہ بیٹھا تھا۔ اگرچہ وہاں چند لوگ تھے تاہم پھر بھی اسے ہجوم کہا گیا۔

تب یوں نے اپنے شاگردوں سے باتیں کرتے ہوئے وعظ کا آغاز لیا۔ وعظ کے آغاز سے ہمیں ایک اشارہ ملتا ہے کہ اس وعظ کا مرکزی خیال کیا ہوگا۔ اُس نے کہا کہ اگر ان میں خاص خصوصیات پائی جاتی ہیں تو پھر وہ مبارک ہیں۔ کیونکہ ان خصوصیات کا تعلق آسمان پر جانے والوں سے اس کے وعظ کا مرکزی خیال یقیناً کہ صرف مقدسین ہی خدا کی بادشاہی کے وارث ہوں گے۔ جیسا کہ متی: ۵:۱۲ میں انہیں مبارک کہا گیا ہے۔

یوں نے مختلف خصیتیں گواہیں جو مبارک لوگوں کی خاصیت کو بیان کرتی ہیں۔ اور اس نے ان کو خاص برکات دینے کا وعدہ

کیا۔ عام پڑھنے والے یہ قصور کرتے ہیں۔ ہر مسیحی کو خود کو ان برکت کی بشارتوں میں تلاش کرنا چاہیے۔ تاہم احتیاط سے پڑھنے والے جانتے ہیں یہ یسوع مختلف قسم کے ایمانداروں کی فہرست نہیں بنا رہا تھا جو مختلف برکات حاصل نہیں کر سکے۔ بلکہ تمام پچھے ایمانداران برکات کو حاصل کریں گے اور آسمان کی بادشاہی کے وارث ہونگے۔ یسوع کے اس کلام کی ترجیحی کرنے کا کوئی عقلی طریقہ نہیں ہے۔ ”مبارک ہیں وہ جو دل کے غریب ہیں کیونکہ آسمان کی بادشاہی ان ہی کی ہے۔ مبارک ہیں وہ جو علیگین ہیں کیونکہ وہ تسلی پائیں گے۔ مبارک ہیں وہ جو حلم ہیں کیونکہ وہ زمین کے وارث ہونگے۔ مبارک ہیں وہ جو راستبازی کے بھوکے اور پیاسے ہیں کیونکہ ان پر حرم کیا جائے گا۔ مبارک ہیں وہ جو پاک دل ہیں کیونکہ وہ خدا کو دیکھیں گے۔ مبارک ہیں وہ جو صلح کرتے ہیں کیونکہ وہ خدا کے بیٹھے کھلانیں گے۔ مبارک ہیں وہ جو راستبازی کے سبب سے ستائے گئے ہیں۔ کیونکہ آسمان کی بادشاہی ان ہی کی ہے۔ جب میرے سب سے لوگ تم کو لعن طعن کریں گے اور ستائیں گے اور ہر طرح کی بری باقی تھبہاری نسبت ناقص کہیں گے تو تم مبارک ہو گے۔ خوشی کرنا اور نہایت شادمان ہونا کیونکہ آسمان پر تمہارا اجر بڑا ہے۔ اس لیے کہ لوگوں نے ان نبیوں کو بھی جوت میں سے پہلے تھے اسی طرح ستایا تھا۔“ (متی ۱۲:۳-۵)

برکات اور سیرت کی خصلت

The Blessing and the Character Traits

آئیں پہلے برکت کی تمام بشارتوں پر غور کریں۔ یسوع نے کہا کہ مبارک لوگ (۱) آسمان کی بادشاہی کے وارث ہونگے (۲) تسلی پائیں گے (۳) زمین کے وارث ہونگے (۴) آسودہ ہونگے (۵) ان پر حرم کیا جائے گا (۶) خدا کو دیکھیں گے (۷) خدا کے بیٹھے کھلانیں گے (۸) اور آسمان کی بادشاہی کے وارث ہونگے۔ (پہلی برکت کو دو ہرایا گیا ہے) کیا یسوع چاہتا ہے کہ ہم یہ خیال کریں کہ صرف دل کے غریب اور وہ جو راستبازی کے سبب سے ستائے گئے ہیں۔ وہ ہی آسمان کی بادشاہی کے وارث ہونگے؟ کیا صرف پاک دل ہی خدا کو دیکھیں گے؟ کیا صلح کرانے والے ہی خدا کے بیٹھے کھلانیں گے؟ کیا صلح کرانے والوں پر حرم نہیں کیا جائے گا اور جن پر حرم کیا جائیگا وہ خدا کے بیٹھیں کھلانیں گے؟ ظاہر ہے اس طرح کے نتائج اخذ کرنا سر اسراغلط ہے۔ پس یہ خیال کرنا درست ہو گا کہ بہت ساری برکات خدا کی بادشاہی کے وارث ہونے کی بڑی برکت کا پیش خیمہ ہیں۔

آئیں اب یسوع کی بیان کردہ مختلف خصلتوں پر غور کرتے ہیں۔ (۱) دل کے غریب (۲) علیگین (۳) حلم (۴) راستبازی کے بھوکے (۵) حرم کرنے والے (۶) پاک دل (۷) صلح کرنے والے (۸) اور ستائے ہوئے۔ کیا یسوع یہ چاہتا ہے ہم یہ خیال کریں کہ ایک شخص دل کا پاک تو ہو سکتا ہے لیکن وہ حرم کرنے والا نہیں ہو سکتا۔ ایک شخص راستبازی کے سبب سے ستایا جانے والا تو ہو سکتا ہے لیکن وہ راستبازی کا بھوکا اور پیاس نہیں ہو سکتا۔ میں ایک بار پھر کہتا ہوں کہ ایسا ہر گز

نہیں ہے۔ سچے پیر و کاری مبارک لوگ مجھ کے کردار کی خصلتیں بیان کرتے ہیں۔ اس نے شاگردوں میں ان خصلتوں کی گنتی کرتے ہوئے انہیں یقین دلایا ہے کہ نجات یافتہ لوگ مبارک ہیں اور وہ ایک دن خدا کی بادشاہی میں شادمان ہونگے۔ موجودہ حالات میں وہ اپنی تکلیفوں کے باعث یہ محسوس کرتے ہیں کہ وہ مبارک نہیں ہیں۔ اور ظاہری آنکھ سے دیکھنے والے یہ تصور کرتے ہیں کہ وہ مبارک نہیں ہیں حالانکہ وہ خدا کی نظر میں مبارک ہیں۔ وہ لوگ جو یسوع کے کہنے کے مطابق مبارک نہیں وہ خدا کی بادشاہی میں داخل نہیں ہو سکتے۔ شاگرد بنانے والے ہر خادم کی یہ مدداری ہے کہ وہ اپنی جماعت میں اس بات کا یقین کرے کہ اُس کی کلیبیاء یا جماعت اس بات سے واقف ہے۔

مبارکوں کے کردار کی خصلتیں

The Character Traits of the Blessed

مبارکوں کی آٹھ خصلتیں کی حد تک اس تشریخ کافیں مضمون ہے۔ مثال کے طور پر ”دل کے غریب“ ہونے کے بارے صاحب کیا ہے؟ میرے خیال کے مطابق یسوع یہ کہہ کر رہا تھا۔ اگر کوئی شخص نجات حاصل کرنا چاہتا ہے تو اُس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی روحانی غربت کو جانے۔ ایک شخص کے لیے ضروری ہے کہ وہ نجات حاصل کرنے سے پہلے نجات دہندہ کی ضرورت کو جانے۔ یسوع کو سننے والوں میں اس قسم کے لوگ تھے جو صرف اپنی بدنسبی کو جانتے تھے۔ مبارکوں کا اُن کے ساتھ کیسے موازنہ کیا جائے جو گناہوں میں اندھے ہو چکے تھے۔ اول سب کے سب اپنی لیاقت سے نجات حاصل کرنے کی خصلت کا اخراج کریں۔ حقیقت میں مبارک شخص وہ ہے جو یہ جانتا ہے کہ اس کے پاس خدا کو دینے کے لیے کچھ نہیں ہے اور اس کی راستہ ازی ”نپاک لباس کی مانند ہے۔“ (یعنیاہ ۲:۶)

یسوع نہیں چاہتا کہ کوئی بھی یہ خیال کرے کہ وہ اپنے اعمال سے برکات کی خصلتیں حاصل کر سکتا ہے۔ نہیں، صرف وہ لوگ خدا کی برکات حاصل کر سکتے ہیں جن میں برکات حاصل کرنے کی خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ اور یہ سب کچھ خدا کے فضل کے باعث ہے۔ یسوع نے کہا کہ مبارک لوگ اس لیے مبارک نہیں کہ انہوں نے آسمان کی بادشاہی میں داخل ہونے کے لیے کیا کیا۔ بلکہ یہ اس لیے ہے کہ خدا نے اُن کی زندگی میں زمین پر کیا کام کیا۔ جب میں اپنی زندگی میں مبارک ہونے کی خصلتوں پر غور کرتا ہوں، تو یہ مجھے اپنے کاموں کی یادیں دلاتا بلکہ اُس کی یاد دلاتا ہے جو خدا نے اپنے فضل کے باعث میری زندگی میں کیا۔

غمگین Mournful

فہرست میں یہ پہلے نمبر پر اس لیے بیان کی گئی کیونکہ آسمان پر جانے والوں کے لیے پہلی ضروری خصلت ہے۔ غالباً دوسری خصلت بھی پر مطلب انداز میں بیان کی گئی ہے ”مبارک ہے وہ جو غمگین ہے“ (متی ۵:۲)

کیا یہ مسیح یہ کہہ رہا تھا کہ غمگین توپہ کریں۔ میرے خیال میں ایسا ہی تھا۔ کیونکہ کلام مقدس میں لکھا ہے، ”خدا پرستی کا غم ایسی توہہ پیدا کرتا ہے جس کا انجام نہ جاتے ہے۔“ (۲۔ کرتھیوں ۷:۱۰)

محصول لینے والے کی مثال اس قسم کے شخص کے مبارک ہونے کی ایک شاندار مثال ہے۔ اس نے جلیمی سے یہ کل میں بجہہ کیا۔ اور چھاتی پیٹ کر کہنے لگا اے خدا مجھ گنہگار پر حرم کر۔ وہ اپنے قربی فریبی کی مانندہ بنا۔ جس نے اس طرح دعا کی ”اے خدا میں تیراشکر کرتا ہوں کہ میں ہفتہ میں دوبار روزہ رکھتا ہوں اور اپنی ساری آمدی پر وہ کی دیتا ہوں“، ”محصول لینے والے نے محوس کیا کہ اس مقام سے اسے گناہوں کی معافی مل گئی۔ اس کہانی میں محصول لینے والا فریبی کی نسبت زیادہ مبارک ٹھہرا۔ (لوقا ۱۸:۹-۱۰)

میں تصور کرتا ہوں کہ اس وقت یہ مسیح کا وعظ سننے والوں میں وہ لوگ بھی شامل تھے جو روح القدس پر یقین کامل کے باعث غمگین تھے۔ جلد ہی وہ روح القدس سے تعلیٰ پائیں گے۔ اگرچہ یہ مسیح کے کہنے کا یہ ہرگز مطلب نہیں تھا کہ غم ایک شخص کی توہہ کا آغاز ہے۔ تو پھر شاید وہ یہ کہہ رہا تھا کہ تمام ایماندار غمگین رہیں گے کیونکہ انہیں ایسی دنیا کا سامنا کرنا ہے۔ اس سے محبت کرنا خدا کے خلاف بغاوت کرنا ہے۔ پولوس نے اس کو اس طرح بیان کیا:

”کہ مجھے بڑا غم ہے اور میرا دل برابر دکھتا ہتا ہے۔“ (رومیوں ۲:۹)

صلیم The Gentle

تیری خصوصیت صلیمی ہے کتاب مقدس میں اس کا شمار روح کے چھلوں میں کیا گیا ہے (گلکھیوں ۲۲:۲۳-۲۳:۲۲) اور صلیمی خود تخلیق کی ہوئی چیز نہیں ہے۔ وہ جن پر خدا کا فضل ہوا ہے اور ان میں روح القدس سکونت کرتا ہے صرف انہیں صلیم ہونے کی برکت ملی ہے۔ اور وہ ایک دن زمین کے وارث ہو گئے۔ خدا کی تخلیق کردہ نئی زمین پر صرف راستبازی سکونت کریں گے۔ وہ مسیحی جو ساخت اور ظالم ہیں۔ انہیں چاہیے کہ وہ خود پر نظر کریں۔ کیونکہ وہ مبارک لوگوں کی فہرست میں شامل نہیں ہو سکتے ہیں۔

راستبازی کے بھوک

Hunger for Righteousness

راستبازی کی بھوک اور پیاس چوتھی خصوصیت ہے۔ نئے سرے سے پیدا ہونے والے ہر شخص کو راستبازی کا بھوکا اور پیاسا ہونا چاہیے۔ خدا دنیا کے تمام ناراستوں کے باعث غم زدہ ہے۔ وہ گناہ سے نفرت کرتا ہے (زبور ۶:۹؛ ۱۰:۱۱؛ ۱۲:۱۲) اور راستبازوں سے محبت کرتا ہے۔ اکثر جب ہم کتاب مقدس میں لفظ راستبازی پڑھتے ہیں۔ ہم فوراً اس کی ترجمانی اس طرح کرتے ہیں کہ مسیح ہمیں راستبازی کے شرعی معیار سے قصور وار ٹھہرا تا ہے۔ لیکن اس لفظ کا یہ ہرگز مطلب نہیں، اکثر اس کا

مطلوب یہ لیا جاتا ہے ”خدا کے معیار کے مطابق راستبازی سے زندگی گزرنافن ہے“۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ یسوع کے کہنے کا مطلب یہ تھا کیونکہ کوئی ایسی وجہ نہیں کہ میتھی اس چیز کی بھوک محسوس کریں جو ان کے پاس پہلے سے موجود ہے۔ جوئے سرے سے پیدا ہوئے ہیں اور راستبازی کے بھوک اور پیاسے ہیں وہ یقیناً آسودہ ہونگے۔ (متی ۶:۵)

یقیناً خدا اپنے فضل کے باعث اس نیک کام کو پورا کریا جس کا اس نے آپ سے وعدہ کیا ہے۔ (فلپیوں ۱:۶)

یسوع مسیح کے الفاظ یہاں نئی زمین کے آنے کی بھی پیش گوئی کرتے ہیں۔ اُس نئی زمین پر راستبازی کیونکہ کریں گے۔ (۲۔ پطرس ۱۳:۳)

تب وہاں گناہ کا نام و نشان تک نہ ہوگا۔ اس وقت ہر کوئی اپنے پورے دل سے خدا سے محبت رکھے گا اور اپنے بڑوی سے اپنے برابر محبت کریا۔ ہم جواب راستبازی کے بھوک اور پیاسے ہیں تب آسودہ ہونگے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ دل سے نکلنے والی دعا ضرور پوری ہوتی ہے۔ ”تیری مرضی جیسی آسمان پر پوری ہوتی ہے زمین پر بھی ہو۔“ (متی ۶:۶)

Mercyful رحم دل

رحم دل پانچویں خصلت ہے۔ یہ اس شخص میں فطری طور پر پائی جاتی ہے جوئے سرے سے پیدا ہوا ہے۔ وہ جن میں رحم دل نہیں پائی جاتی وہ خدا کی برکات سے محروم رہتے ہیں۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ خدا کے فضل کے وارث نہیں ہیں۔ یعقوب رسول نے کہا ”کیونکہ جس نے رحم نہیں کیا اس کا انصاف بغیر رحم کے ہوگا۔ رحم انصاف پر غالب آتا ہے۔“ (یعقوب ۲:۱۳) وہ شخص جس کا انصاف خدا کی عدالت میں بغیر رحم کے ہوگا۔ کیا وہ شخص جنت میں جائے گا یادوؤخ میں؟ اس کا جواب واضح ہے کہ وہ دوزخ میں جائیگا۔

یسوع نے ایک دفعہ ایک نوکر کی کہانی سنائی جس کے مالک نے اس پر بڑا رحم کیا۔ لیکن وہ بد لے میں اپنے نوکر پر رحم کرنے کے لیے راضی نہ تھا۔ جب اس کے مالک کو اس بات کا پتہ چلا تو ”اس نے خفا کر کر اس کو جلادوں کے حوالہ کیا کہ جب تک تمام قرض ادا نہ کر دے قید رہے۔“ (متی ۱۸:۳۳)

تب یسوع نے اپنے شاگردوں کو خبر دار کیا ”میرا آسمانی باپ بھی تمہارے ساتھ اسی طرح کریا گا اگر تم میں سے ہر ایک اپنے بھائی کو دل سے معاف نہ کرے،“ (متی ۱۸:۳۵)۔ پس اگر ہم مسیح میں اپنے کسی بھائی یا بہن کو جو ہم سے معافی مانگتا ہے۔ معاف نہیں کرتے، تو خدا بھی ہمارے گناہوں کو معاف نہیں کرتا ہے۔ اور نتیجا ہمیں جلادوں کے حوالے کیا جائے گا اور تب تک قید میں رہیں گے جب تک پائی ادا نہ کر دیں۔ میں یہ بات دوہرائے دیتا ہوں کہ وہ لوگ جو دوسروں پر رحم نہیں کرتے۔ خدا بھی ان پر رحم نہیں کریگا۔ اور ان کا شمار مبارکوں میں نہیں ہوگا۔

پاک دل

The Pure in Heart

آسمان پر جانے والی چھٹی خصلت دل کی پاکیزگی ہے۔ مسیح کے سچے بیروکار بہت سارے نو مسیحیوں کی مانند نہیں ہیں۔ کیونکہ صرف وہ بیرونی طور پر پاک ہیں بلکہ وہ اندر وہی طور پر بھی پاک ہیں۔ ان کے دل خدا کے فضل سے پاک نہیں ہیں۔ وہ خدا سے سچے دل سے محبت کرتے ہیں۔ یسوع مسیح نے وعدہ کیا کہ وہ خدا کو دیکھیں گے۔ میں پھر یہ کہوں گا؛ کیا ہم یہ ایمان رکھتے ہیں کہ بہت سارے مسیحی ایماندار ایسے ہیں جن کے دل پاک نہیں ہیں پس وہ خدا کو نہیں دیکھیں گے؟ کیا خدا ان سے یہ کہہ رہا ہے تم آسمان کی بادشاہی میں داخل نہیں ہو سکتے ہو اور نہ یہ مجھے دیکھ سکتے ہو؟ نہیں، ظاہر ہے کہ آسمان پر جانے والا ہر ایک شخص پاک دل ہے۔

صلح کرانے والے

Peacemakers

صلح کرانے والوں کے بارے لکھا ہے کہ وہ خدا کے بیٹے کہلائیں گے۔ یسوع مسیح یہ کہہ رہا تھا کہ سچا ایماندار خدا کا فرزند ہے (گلتنیوں ۲۴:۳)۔ روح سے پیدا ہونے والے کم از کم تین طریقوں سے صلح کرانے والے ہیں۔ اول ان کا خدا سے میل ہوا جو پہلے ان کا دشمن تھا (رومیوں ۱۰:۵)

دوسرم وہ ہر ممکن حد تک دوسراے لوگوں کے ساتھ پر امن زندگی بس رکرتے ہیں۔ ان میں لڑائی بھگڑے اور اختلاف رائے نہیں پائے جاتے۔ پلوں نے لکھا وہ جو بھگڑا، حسد، غصہ، تفرقے، اور جدائیاں پھیلاتے ہیں وہ خدا کی بادشاہی کے وارث نہ ہو گے۔ (گلتنیوں ۱۹:۵)

سچا ایماندار لڑائی بھگڑوں سے دور بھاگتے ہیں وہ اپنے تعلقات میں سلامتی خواہ ہیں۔ اگر وہ اپنے بھائیوں سے محبت نہیں رکھتے تو وہ خدا کے ساتھ میل کا دعویٰ نہیں کر سکتے ہیں

(متی ۵:۵۔ یوحنا ۲۰:۲۰۔ ۲۲:۱۰۔ یوحنا ۲۰:۲۳)۔ سو مسیح کے سچے بیروکار انجیل کی خوشخبری کی منادی کر کے خدا اور دوسراے آدمیوں کے ساتھ میل ملاپ کرتے ہیں۔ غالباً پہاڑی و عظی کی اس آیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یعقوب رسول نے لکھا: ”اور صلح کرانے والوں کے لیے راستبازی کا پھل صلح کے ساتھ بیویا جاتا ہے۔“ (یعقوب ۱۸:۳)

The Persecuted

آخر میں یسوع نے کہا مبارک ہیں وہ جو راستبازی کے سبب سے ستائے گئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ وہ ان لوگوں سے کہہ رہا تھا جو راستبازی سے زندگی گزار رہے ہیں۔ ان لوگوں کو اس نے مخاطب نہیں کیا جو یہ خیال کرتے ہیں کہ مجھ کی راستبازی انہیں قصور وار تھی ہاتھی ہے۔ بے ایمان لوگ مجھ کے احکام کی تابعداری کرنے والوں کو ستاتے ہیں۔ وہ خدا کی بادشاہی کے وارث ہو گئے۔ یسوع مجھ کس قسم کے ظلم کے بارے بات کر رہا تھا؟ کیا وہ تشدید کے بارے کہہ رہا تھا؟ کیا وہ شہادت کے بارے کہہ رہا تھا۔ نہیں وہ یہ کہہ رہا تھا جب میرے سبب سے لوگ تم کو لعن طعن کریں اور طرح طرح کی برقی با تین تہماری نسبت ناقص کہیں گے۔

یہ ایک بار بھر اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ سچے مسیحی کی شناخت آسانی سے کی جاسکتی ہے۔ اگر ایمانہ ہوتا تو بے ایمان اس کے بارے کوئی بری بات نہ کہتا۔ اس قسم کے کتنے مسیحی ہیں جن کی بے ایمانوں میں آسانی کے ساتھ شناخت نہیں کی جاسکتی۔ اور کوئی ایک بھی بے ایمان ان کے خلاف بات نہیں کرتا ہے۔ دراصل وہ سب کے سب سچے مسیحی نہیں ہیں۔ جیسا کہ یسوع نے کہا، ”افسوس تم پر جب سب لوگ تمہیں بھلا کہیں کیونکہ ان کے باپ دادا جھوٹے نبیوں کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔“ (لوقا ۶:۲۳)

جب سب لوگ آپ کو بھلا کہیں تو یہ اس بات کی نشانی ہے کہ آپ جھوٹے ایماندار ہیں۔ کیونکہ دنیا سچے ایمانداروں سے نفرت کرتی ہے۔ (یوحنا ۱۵:۱۸، ۲۱، ۲۹:۲، ۱۲:۳۔ یمکھیں ۱۳:۱۲۔ یوحنا ۳:۱۲)

نمنک اور نور

Salt and Light

یسوع مجھ نے ایک دفعہ اپنے شاگرد کو بتایا کہ فی الحقيقة وہ ان مبارک لوگوں میں سے ہے جن کی منزل آسمان کی بادشاہی کی وراثت ہے۔ آج نئے خادمِ روحانی لحاظ سے مردہ لوگوں کو مسلسل اس بات کی یقین دہانی کر رہے ہیں کہ ان کی نجات ابدی ہے۔ یسوع اپنے سچے شاگردوں سے اتنی محبت کرتا ہے وہ بار بار ان کو تنبیہ کرتا ہے کہ وہ خود کو مبارک لوگوں کے درجے سے خارج کر سکتے ہیں

”تم زمین کے نمنک ہو لیکن اگر نمنک کا مزہ جاتا رہے تو وہ کس چیز سے نمکین کیا جائے گا؟ پھر وہ کسی کام کا نہیں سوائے اس کے کہ باہر پھینکا جائے اور آدمیوں کے پاؤں کے نیچے وندرا جائے۔ تم دنیا کے نور ہو۔ جو شہر پہاڑ پر بسا ہے وہ چھپ نہیں سکتا۔ اور چاراغ جلا کر پینا نے کے نیچے نہیں بلکہ چراغ دن ان پر رکھتے ہیں تو اس سے گھر کے سب لوگوں کو روشنی پہنچتی ہے۔“

(متی:۵۔۱۳۔۱۶)۔ خور کریں کہ یسوع نے اپنے شاگردوں کو یہ نصیحت نہیں کی کہ وہ نمک یا نور نہیں۔ اس نے تشبیہاً کہا کہ وہ پہلے ہی نمک ہیں۔ اور اس نے نصیحت کی کہ وہ نمک ہی رہیں۔ اس نے تشبیہاً کہا کہ وہ پہلے ہی نور ہیں۔ اور انہیں نصیحت کی کہ اپنی روشنی کو بچھنے نہ دو بلکہ مسلسل روشن رہو۔

یہ بات اُن پیغامات سے کتنی مختلف ہے۔ جن میں نویسگی کو کہا جاتا ہے کہ وہ نور اور نمک نہیں تو پھر وہ یسوع مسیح کے سچ شاگرد نہیں ہیں۔ وہ مبارکوں میں شمار نہیں ہیں۔ ایسے لوگ آسمان پر ہرگز نہیں جائیں گے۔ یسوع کے زمانے میں گوشت کو محفوظ کرنے کے لیے نمک استعمال کیا جاتا تھا۔ مسیح کے تابع دارشاگرد ہونے کے ناطے ہم پر فرض ہے کہ ہم اس گناہ آلوہ دنیا کو مکمل طور پر خراب ہونے سے محفوظ کریں۔ لیکن اگر ہم اپنے رویے میں دنیا کی مانند ہو جاتے ہیں۔ تو پھر حقیقی طور پر ہم کسی چیز سے اچھے نہیں ہو سکتے ہیں۔ (آیت ۱۳)

یسوع نے مبارک لوگوں کو خبردار کیا۔ اپنی اعلیٰ خصوصیات کو محفوظ رکھنے کے لیے نمک بنے رہو۔ اس صورت میں وہ اپنے ارادگرد کی آسودگی سے محفوظ ہیں گے۔ ورنہ وہ مزید نمکین نہیں رہیں گے اور وہ باہر چکنے جانے کے مستحق ہو گے۔

اور آدمیوں کے پاؤں کے نیچے روندے جائیں گے۔ ایمانداروں کی بُرگشٹگی کو منظر رکھتے ہوئے نئے عہد نامے میں بہت سارے مقامات پر انہیں واضح الفاظ میں خبردار کیا گیا ہے۔ اگر نمک حقیقت میں نمک ہے تو پھر وہ نمکین ہے۔ ایسے ہی مسیح کے پیروکار مسیح کے پیروکاروں کی مانند عمل کریں۔ ورنہ وہ مسیح کے پیروکار نہیں اگرچہ کبھی وہ تھے۔ مسیح کے سچ شاگرد دنیا کا نور ہیں۔ نور ہمیشہ چمکتا ہے اگر اس میں چمک نہیں تو پھر وہ نور نہیں۔ اس مماثلت سے نور ہمارے نیک کاموں کی نمائندگی کرتا ہے۔ (متی:۵۔۱۶)

یسوع مسیح نیک کام نہ کرنے والوں کو نہیں کہہ رہا تھا کہ وہ اپنے کاموں کو بڑھائیں بلکہ وہ نیک کام کرنے والوں کو یہ کہہ رہا تھا کہ وہ اپنے کاموں کو نہ چھپائیں۔ کیونکہ ایسا کرنے سے وہ اپنے آسمانی باپ کو جلال دیں گے۔ یہاں ہم خدا کے عظیم کاموں اور اس کے ساتھ اپنے تعاون میں ہم آہنگ دیکھتے ہیں۔

مسیح کے پیروکاروں کے ساتھ شریعت کا تعلق

The Law's Relationship to Christ's Followers

"یہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین میں نہ جائیں ایک نقطہ یا شوشه توریت سے ہرگز نہ ملے گا۔ جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے۔ پس جو کوئی ان چھوٹے سے چھوٹے حکموں میں سے کسی کو قوڑے گا اور ان کی تعلیم دیگا وہ آدمیوں کو سکھائے گا وہ آسمان کی بادشاہی میں سب سے چھوٹا کہلائے گا۔ لیکن جو ان پر عمل کرے گا اور ان کی تعلیم دیگا وہ آسمان کی بادشاہی میں بڑا کہلائے گا۔ کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ اگر تمہاری راستبازی قسمیوں اور غیر یسیوں سے زیادہ نہ ہوگی تو تم آسمان کی بادشاہی میں ہرگز داخل نہ ہو گے،" (متی:۵۔۲۰۔۲۷)

اگرچہ یسوع اپنے حاضرین کو اس بات سے خبردار کر رہا تھا کہ وہ یہ تصور نہ کریں کہ وہ توریت یا نبیوں کی کتابیوں کو منسون کرنے آیا ہے۔ تو ہم یہ تصور کرتے ہیں کہ اس بھیڑ میں کچھ لوگ ایسے تھے جو یہ خیال کر رہے تھے۔ وہ کیوں یہ تصور کر رہے تھے؟ ہم صرف اندازہ ہی لگ سکتے ہیں۔ شاید یسوع فہمیوں اور فریسیوں کو ہمدرد کارہا تھا۔ وہ لوگوں کو وراغلاتے تھے کہ یہ آدمی توریت اور نبیوں کو منسون کرنے آیا ہے۔ یسوع مسح چاہتا تھا کہ اس کے شاگرد اس قسم کے تصورات سے آگاہ ہوں۔ وہ پورے عہد قدیم کا خدائی الہام کرنے والا تھا۔ پس یقیناً وہ ہر اس چیز کو منسون کرنے نہیں جا رہا تھا۔ جو اس نے مسوی اور نبیوں کے ذریعے کی۔ جبکہ اس کے برعکس اس نے کہا میں توریت اور نبیوں کی کتابیوں کو پورا کرنے آیا ہوں۔ وہ توریت اور نبیوں کی کتابیوں کو کیسے پورا کر لیگا؟ کچھ لوگ یہ خیال کرتے ہیں یسوع مسح نبیوں کو پورا کرنے کے بارے کہہ رہا تھا۔ اگرچہ یسوع نے مسوی شریعت کو پورا کر کے ایسا ہی کیا۔ اس کے ذہن میں صرف یہ چیز ہی نہیں تھی۔ یہ عبارت اس بات کو واضح کرتی ہے وہ توریت اور نبیوں کی کتابیوں میں لکھی ہوئی ہر ایک چیز کو پورا کرنے کے بارے کہہ رہا تھا۔ یعنی شریعت کے چھوٹے سے چھوٹے نقطے یا شوٹے (آیت ۱۸) اور چھوٹے سے چھوٹے حکموں کو (آیت ۱۹) بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ یسوع مسح کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ وہ ہماری خاطر اپنی جان قربان کر کے شریعت کی شرائط کو پورا کر لے گا۔ (رومیوں ۸:۲)

جبکہ اس عبارت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ چیز بھی اس کے ذہن میں نہ تھی۔ اگلی آیات میں یسوع نے اپنی زندگی یا موت سے شریعت کو پورا کرنے کا ذکر نہیں کیا۔ بلکہ اگلے ہی فقرے میں اس نے کہا شریعت اس وقت تک قائم رہے گی۔

”جب تک آسمان اور زمین میں نہ جائیں“ اور ”سب کچھ پورا نہ ہو جائے۔“

اس کی صلیبی موت کا جواہ بہت بعد میں ہے۔ تب اس نے کہا شریعت کے بارے لوگوں کا رویہ آسمان پر ان کے درجے کو متاثر کر لیگا (آیت ۱۹) ان لوگوں کو چاہیے کہ وہ فہمیوں اور فریسیوں کی نسبت شریعت کے احکام کی زیادہ تھی سے تابعداری کریں ورنہ وہ آسمان کی بادشاہی میں ہرگز داخل نہ ہو لے گے۔ (آیت ۲۰)

میسیحی نبیوں، مثالوں اور شریعت کی پرچھائیوں کو پورا کرنے کے علاوہ، یسوع مسح نے ہماری خاطر شریعت کی شرائط کو بھی پورا کیا۔ یسوع مسح اپنے حاضرین کے بارے یہ سوچ رہا تھا کہ وہ شریعت کے احکام پر عمل کریں اور جو کچھ نبیوں نے کہا اس کی تعلیم دیں۔ اس کی ایک صورت تو یہ ہے کہ یسوع خدا کے حقیقی ارادے کو ظاہر کرتے ہوئے شریعت کو پورا کر لیا اور مکمل طور پر خود کو اس کے لیے وقف کر کے اس کی وضاحت کر لیا۔ آیت نمبر ۷ میں یونانی لفظ کا ترجمہ ”پورا“ ہونا کیا گیا ہے یعنی مکمل کرنا، ختم کرنا، پورا کرنا، اور مکمل طور پر ختم کرنا۔ حقیقت میں یہ وہ کام ہے جس کے کرنے کے بارے یسوع کہہ رہا تھا۔ جس کا آغاز چار فقروں کے بعد ہوا۔ نہیں، یسوع توریت اور نبیوں کی کتابیوں کو ہرگز منسون کرنے نہیں آیا بلکہ وہ تو انہیں پورا کرنے آیا ہے۔

جب میں پہاڑی وعظ کے اس حصہ کی تعلیم دیتا ہوں تو میں اکثر پانی سے بھرے ہوئے آدھے گلاں کی مثال دیتا ہوں۔ یعنی یہ خدا کا وہ مکاشفہ ہے جو اس نے شریعت اور نبیوں کے ذریعے دیا۔ یسوع توریت اور نبیوں کی کتابیوں کو منسون کرنے نہیں آیا بلکہ پورا کرنے آیا ہے۔ یسوع مسح کے کہنے کے مطلب کوئی بھتی میں یہ چیز لوگوں کی مدد کرتی ہے۔

شریعت پر عمل کرنے کی اہمیت

The Importance of Keeping the Law

توریت اور نبیوں کی کتابوں میں دیئے گئے احکام پر عمل کرنے کے بارے یسوع مسیح نے اپنا نقطہ نظر زبردستی ان پر لا گونیں کیا ہے، بلکہ وہ امید کرتا تھا کہ اس کے شاگردان کی تابعداری کریں گے۔ وہ ان کے لیے ہمیشہ کی طرح بڑی اہمیت کے حوالہ رہیں گے۔ درحقیقت جس طرح وہ احکام کا اندازہ لگاتے ہیں۔ آسمان کی بادشاہی میں ان کا مقتام بھی ویسا ہی ہو گا ”پس جو کوئی ان چھوٹے چھوٹے حکموں میں سے بھی کسی کو توڑے گا اور یہی آدمیوں کو سکھائے گا وہ آسمان کی بادشاہی میں سب سے چھوٹا کھلائے گا۔ لیکن جو ان پر عمل کریں گا اور ان کی تعالیم دیگا وہ آسمان کی بادشاہی میں بڑا کھلائے گا۔“ (متی: ۱۹:۵)

پھر ہم آیت ۲۰ میں پڑھتے ہیں ”کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ اگر تمہاری راستبازی فہمیوں اور فریسوں کی راستبازی سے زیادہ نہ ہو گی تو تم آسمان کی بادشاہی میں ہر گز داخل نہ ہو گے۔“ غور کریں کہ یہ کوئی بیان خیال نہیں بلکہ نتیجے کے طور پر اخذ کیا ہوا بیان ہے جو چھپلی آیت سے جوڑا گیا ہے۔ حکموں پر عمل کرنا کس قدر اہمیت کا حامل ہے؟ آسمان کی بادشاہی میں داخل ہونے کے لیے ایک شخص کے لیے ضروری ہے کہ وہ فہمیوں اور فریسوں کی نسبت شریعت کے احکام پر زیادہ عمل کرے۔ ایک بار پھر ہم دیکھتے ہیں یسوع اپنے مقاصد پر قائم ہے کہ صرف مقدسین ہی خدا کی بادشاہی کے وارث ہونگے۔ شاگرد بنانے والے خادم کو چاہیے کہ وہ کسی ایسے شخص کو نجات کی یقین دہانی نہ کرائے جس کی راستبازی فہمیوں اور فریسوں کی راستبازی سے زیادہ نہ ہو۔ اگر وہ ایسا کرتا ہے تو پھر وہ خلاف مسیح ہے۔

یسوع کس قسم کی راستبازی کے بارے کہہ رہا تھا؟

Of What Kind of Righteousness Was Jesus Speaking?

جب یسوع نے کہا کہ تمہاری راستبازی فہمیوں اور فریسوں کی راستبازی سے زیادہ ہوئی چاہیے۔ کیا وہ راستبازی کے شرعی معیار کی طرف اشارہ نہیں کر رہا تھا، جو ہمیں تھنکے طور پر مفت دی جائے گی؟ نہیں، وہ نہیں کہر رہا تھا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس قسم کی ترجیحی اس متن کے لیے موزوں نہیں ہے۔ اس بیان سے پہلے اور بعد میں (یعنی پہاڑی و عظیل کے شروع سے آخر تک) یسوع حکموں پر عمل کرنے کے بارے کہہ رہا تھا یعنی راستبازی کی زندگی بسر کی جائے۔ اس کے کام کی فطری ترجیحی یہ ہے کہ ہماری راستبازی فہمیوں اور فریسوں کی راستبازی سے زیادہ ہوئی چاہیے۔ یہ سچتا سارے بدقونی ہو گی کہ یسوع فہمیوں اور فریسوں کو ایک معیار پر قائم کرنا چاہتا تھا۔ اور وہ اپنے شاگردوں کو اس معیار پر قائم نہیں کرنا چاہتا تھا۔ یہ خیال کرنا بیوقوفی ہے کہ یسوع فہمیوں اور فریسوں کو تو گناہوں کی سزا دیا جبکہ وہ اپنے شاگردوں کو ان کے گناہوں کی سزا نہیں دیگا۔ اور وہ اس لیے کہ انہوں نے نجات کے لیے دعا مانگی۔

ہماری مشکل یہ ہے کہ ہم اس آیت کے ظاہری مطلب کو قبول نہیں کرنا چاہتے کیونکہ یہ نہیں شریعت پرستی گتی ہے۔ لیکن ہماری

مشکل یہ ہے کہ ہم عملی راستبازی اور منسوب کردہ راستبازی کے درمیان کبھی نہ ختم ہونے والے تعلق کو سمجھنی پاتے ہیں۔ تاہم یوختارسول نے اس کو سمجھا وہ لکھتے ہیں ”اے بچو! کسی کے فریب میں نہ آنا جو راستبازی کے کام کرتا ہے وہی اس کی طرح راستباز ہے“۔ (۱۔ یوحننا:۷)

اور نہیں ہم عملی راستبازی کے کام اور نئی پیدائش کے درمیان باہمی تعلق کو سمجھ پاتے ہیں۔ جیسا کہ یوختانے یہ بھی لکھا ”اگر تم جانتے ہو کہ وہ راستباز ہے تو یہی جانتے ہو کہ جو کوئی راستبازی کے کام کرتا ہے وہ اُس سے پیدا ہوا ہے۔“ (۱۔ یوحننا:۲۹) ”اگر تم تو پر کرو تو حقیقی طور پر نئے سرے سے پیدا ہو گے اور زندہ ایمان کے وسیلے سے میری راستبازی کا تخفہ مفت حاصل کرو گے۔ تمہاری راستبازی کے کام فقهیوں اور فریسیوں کی راستبازی سے زیادہ ہو جائیں گے۔ جیسے ہی تم میری سکونت کرنے والی قدرت سے تعاوون کرو گے۔“

کیسے فقهیوں اور فریسیوں کی نسبت زیادہ راستباز ہو جائے؟

How to be Holier than the Scribes and Pharisees

یسوع کے بیان سے (متی:۵:۲۰) ہمارے ذہنوں میں فطری طور پر ایک سوال پیدا ہو گا۔ فقهیوں اور فریسیوں کی راستبازی کیسی تھی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ زیادہ نتھی۔ ایک دوسرے موقع پر یسوع نے ان کا حوالہ یوں دیا ”اے ریا کار فقهیوں اور فریسیوں! تم پر افسوس کتم سفیدی پھیمری ہوئی قبروں کی مانند ہو جو اوپر سے تو خوبصورت دھکائی دیتی ہیں مگر اندر مرن دوں کی بڑیوں اور ہر طرح کی نجاست سے بھری ہوئی ہیں۔“ (متی:۲۳:۲۳)

وہ بظاہر راستباز معلوم ہوتے ہیں جبکہ اندر سے وہ نجاست سے بھرے ہوئے ہیں۔ وہ شریعت کے ہر ایک نقطہ پر عمل کرتے ہیں لیکن اُس کی روح سے لا پرواہی کرتے ہیں وہ اکثر خدا کے احکام کو تبدیل کر کے خود کو راستباز نہ کرتے ہیں۔ وہ حقیقت یسوع نے پہاڑی و عظا کے باقی حصے میں فقهیوں اور فریسیوں میں پائی جانے والی اصل خربی پر زیادہ زور دیتا ہے وہ کیہتے ہیں کہ اُس نے خدا کے کئی ایک مشہور احکام کا حوالہ دیا اور ہر حوالے کے بعد اُس نے شریعت کے ہر ایک نقطہ پر عمل کرنے اور اس کی روح کے درمیان فرق کو بیان کیا۔ اُس سلسلے کو جاری رکھتے ہوئے اُس نے بار بار فقهیوں اور فریسیوں کی مناقبت اور جھوٹی تعلیم کو عیاں کیا۔ اور اُس نے اپنے شاگروں سے اپنی توقعات کو ظاہر کیا ہے۔ یسوع نے ہر مثال کا آغاز ان الفاظ سے کیا ”تم سن چکے ہو، یسوع مُحَاجِج ایسے لوگوں سے بتیں کہ رہا تھا۔ جنہوں نے پرانے عہد نامہ کو خوب نہیں پڑھا تھا بلکہ عبادت خانوں میں فقهیوں اور فریسیوں کو پڑھتے سن تھا۔ یہ کہنا درست ہو گا کہ اُس کو سننے والے جھوٹی تعلیم کے زیر سایہ زندگی بسرا کر رہے تھے جیسا کہ انہوں نے فقهیوں اور فریسیوں سے خدا کے کلام کی غلط تفہیم سنی اور اپنے ناپاک طرز زندگی کا مشاہدہ کیا۔

آپس میں محبت رکھنے میں فہمیوں اور فریسیوں کی مانند نہ بنو

Love Each Other, Unlike the Scribes and Pharisees

چھٹے حکم کا حوالہ دیتے ہوئے یسوع نے اپنے شاگردوں کو تعلیم دینا شروع کی کہ خدا ان سے کیا امید کرتا ہے۔ جبکہ اسی دوران اس نے فہمیوں اور فریسیوں کی منافقت کو بھی عیا کیا۔

”تم سن چکے ہو کر اگلوں سے کہا گیا تھا کہ خون نہ کرنا اور جو کوئی خون کریگا وہ عدالت کی سزا کے لائق ہوگا۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنے بھائی پر غصہ ہو گا وہ عدالت کی سزا کے لائق ہوگا اور جو کوئی اپنے بھائی کو پاگل کہے گا وہ صدر عدالت کی سزا کے لائق ہوگا اور جو کوئی اُس کو حق کہنے گا وہ آتشِ جہنم کا سزا اوار ہوگا۔“ (متی: ۵: ۲۱-۲۲)

اول اس بات پر غور کریں۔ یسوع مجھ نے ایسی چیز سے باخبر کیا۔ جو کسی شخص کے جہنم میں جانے کا باعث بن سکتی ہے۔ اُس کا مرکزی خیال یہ تھا کہ صرف مقدسین ہی خدا کی بادشاہی میں داخل ہوں گے۔ فقہی اور فریسی اس بات کی تعلیم دیتے تھے کہ قتل کرنے والا عدالت کی سزا کا حق دار ہوگا۔ تاہم یسوع چاہتا تھا کہ اس کے شاگردوں جانیں کہ فقہی اور فریسی نہیں جانتے ہیں کہ قتل کرنے والا خدا کی عدالت کا سزا اوار ہوگا۔ جبکہ عدالت کی سزا تو معمولی سے انحراف کے باعث ہے۔ چونکہ ایک دوسرے سے محبت رکھنا نہایت اہم ہے (دوسرا حکم عظیم) جب ہم اپنے بھائی پر غصے ہوتے ہیں۔ ہمیں پہلے ہی یہ تصور کر لیتا چاہیے کہ ہم خدا کی عدالت کے سزا اوار ہوں گے۔ اگر ہم غیر مہذب بانہ لجھے میں اپنے بھائی پر غصے ہوتے ہیں تو ہمارا جرم اور بھی زیادہ سگدیں ہوگا۔ اور ہم خدا کی صدر عدالت کی سزا کے قدر اوار ہوں گے۔ اور اگر ہم اس سے بھی آگے نکلتے ہوئے اپنے بھائی کو حق کہتے ہیں تو ہم آتشِ جہنم کے سزا اوار ہوں گے۔ خدا کے ساتھ اپنے تعلق کی پیاس، اپنے بھائی کے ساتھ اپنے تعلق کے ذریعے کریں۔

اگر ہم اپنے بھائی سے نفرت کرتے ہیں، تو اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہم ابدی زندگی کے وارث نہیں ہیں۔ یوحنار رسول لکھتے ہیں: ”جو کوئی اپنے بھائی سے عداوت رکھتا ہے وہ خونی ہے اور تم جانتے ہو کہ خونی میں ہمیشہ کی زندگی موجود نہیں رہتی۔“ (۱۵۔ یوحننا: ۳)

”اگر کوئی کہے کہ میں خدا سے محبت رکھتا ہوں اور وہ اپنے بھائی سے عداوت رکھتے تو وہ جھوٹا ہے کیونکہ جو اپنے بھائی سے جے اُس نے دیکھا ہے محبت نہیں رکھتا وہ خدا سے بھی جے اُس نے نہیں دیکھا محبت نہیں رکھ سکتا۔“ (۱۶۔ یوحننا: ۷)

آپس میں محبت رکھنا بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ جیسا کہ یسوع نے حکم دیا کہ جب کوئی تیرا گناہ کرے تو اس سے صلح کرنے کی کوشش کر۔ (متی: ۱۸: ۱۴-۱۵)

یسوع نے اس بات کو جاری رکھتے ہوئے کہا۔ ”پس اگر تو قربان گاہ پر اپنی نذرگزاریتا ہے اور وہاں تجھے یاد آئے کہ میرے بھائی کو مجھ سے شکایت ہے۔ تو وہیں قربان گاہ کے آگے اپنی نذرچوڑ دے اور جا کر پہلے اپنے بھائی سے ملاپ کرتے آ کر اپنی نذرگزاری ران۔“ (متی: ۵: ۲۳-۲۲)

یہ اس لیے کہا گیا کہ اگر ہمارا تعلق اپنے بھائی سے ٹھیک نہیں تو خدا کے ساتھ بھی ہمارا تعلق ٹھیک نہیں ہے۔ فریسی معمولی چیزوں کو

زیادہ اہمیت دیتے ہیں اور جو چیزیں زیادہ اہمیت کی حامل ہوتی تھیں ان کو ممکن اہمیت دیتے ہیں لیکن ”وہ چھکر کو تو چھانتے ہیں پر اوٹ کو نگل جاتے ہیں۔“

(متی ۲۳:۲۲-۲۳)۔ وہ پوپینے اور سونف اور زیرہ پر توہ دیکھ دیتے ہیں پر شریعت کی زیادہ بھاری بالتوں کو نظر انداز کرتے ہیں لیکن آپس میں محبت رکھنے کے حکم کو۔ وہ خدا سے محبت ظاہر کرنے کے لیے نذر میں تو چڑھاتے ہیں جبکہ اسی دوران وہ خدا کے دوسرا حکم کی خلاف ورزی بھی کرتے ہیں۔ یہوں نے سننے والوں کو اس چیز سے آگاہ کیا۔

خدا کی عدالت کی تختی کے مضمون کو جاری رکھتے ہوئے یہوں نے کہا ”جب تک تو اپنے مدی کے ساتھ راہ میں ہے اُس سے جلد صلح کر لے کہیں ایسا نہ ہو کہ مدی تجھے منصف کے حوالے کر دے اور منصف تجھے سپاہی کے حوالے کر دے اور تو قید خانہ میں ڈالا جائے۔ میں تجھ سے بچ کہتا ہوں کہ جب تک تو کوڑی کوڑی ادا نہ کر دیا کہاں سے ہرگز نہ چھوٹے گا۔“ (متی ۲۵:۵-۲۶) اپنے بھائیوں سے صلح کرنا خدا کی عدالت میں کھڑے ہونے سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔ اگر ہمارے کسی بھائی یا بہن کو ہم سے کوئی شکایت ہے اور ہم اُس سے صلح نہیں کرنا چاہتے تو خدا بھی عدالت کے روز ہم سے صلح نہیں کرے گا۔ یہاں یہوں نے جس بات سے خبردار کیا ہے یہ بالکل وہی ہے جو اس نے متی ۱۸:۳۵-۳۶ میں معاف نہ کرنے والے نوکر کے بارے کہی۔ وہ نوکر جسے معاف کیا گیا لیکن اس نے آگے اپنے نوکر کو معاف کرنے سے انکار کیا۔ اس لیے اسے جلادوں کے حوالے کیا گیا ”کہ جب تک تمام قرض ادا نہ کر دے قیدر ہے“ (متی ۱۸:۳۷)۔ اسی طرح یہوں میں بھی یہاں خدا کی توقع کے مطابق اپنے بھائیوں سے محبت نہ کرنے کے نتائج سے خبردار کر رہا ہے۔

جنی تعلقات میں فقہیوں اور فریسیوں کی مانند نہ بنو بلکہ پاک رہو

Be Sexually Pure, Unlike the Scribes and Pharisees

ساتواں حکم یہوں کا نفس مضمون تھا۔ دوسری مثال کہ کس طرح فقہی اور فریسی شریعت کے چھوٹے چھوٹے حکموں پر تو عمل کرتے ہیں جبکہ شریعت کی زیادہ بھاری چیزوں سے لاپرواہی کرتے ہیں۔ یہوں امید کرتا تھا کہ اس کے شاگرد جنی تعلقات میں فقہیوں اور فریسیوں سے زیادہ پاک ہو گے۔

”تم سن پکے ہو کہ کہا گیا تھا کہ زنانہ کرنا۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ جس کسی نے بڑی خواہش سے کسی عورت پر نگاہ کی۔ وہ اپنے دل میں اس کے ساتھ زنا کر چکا۔ پس اگر تیری دلہنی آکھ تجھے ٹھوکر کھلائے تو اسے نکال کر اپنے پاس سے چینک دے کیونکہ تیرے لیے بھر ہے کہ تیرے اعضاء میں سے ایک جاتا رہے اور تیر اسرا ابدن جہنم میں نہ ڈالا جائے۔ اور اگر تیرا داہناتا تھے تجھے ٹھوکر کھلائے تو اسکو کاٹ کر اپنے پاس سے چینک دے کیونکہ تیرے لیے بھر ہے کہ تیرے اعضاء میں سے ایک جاتا رہے اور تیر اسرا ابدن جہنم میں نہ ڈالا جائے۔“ (متی ۲۷:۵-۳۰)

غور کریں کہ یہوں میں نہ ڈالا جائے۔ غور کریں اپنے بنیادی مقدار پر قائم ہے یعنی صرف مقدسین ہی خدا کی بادشاہی کے وارث ہو گے۔ اُس نے ایک بار پھر خبردار کیا کہ کوئی کیسے اُس سے بچ سکتا ہے۔ فقہی اور فریسی ساتوں حکم سے روح گردانی نہیں کر سکتے۔ چنانچہ وہ ظاہری

طور پر اپنی بیویوں سے وفادار رہنے کے لیے اس حکم کی تابعیتی کرتے ہیں۔ تاہم وہ بازار میں نظر آنے والی عورتوں سے تصورات میں پیار کرتے ہیں۔ اس طرح کرنے سے وہ اپنے دلوں میں ان کے ساتھ زنا کرتے ہیں۔ پس اس طرح وہ ساتویں حکم کے خلاف گناہ کرتے ہیں۔ آج کلیسا میں کتنے ہیں جو ان سے مختلف نہیں ہیں؟

ظاہر ہے کہ خدا چاہتا ہے کہ لوگ جنسی تعلقات میں مکمل طور پر وفادار رہیں۔ اگر اپنے ہمسائے کی بیوی کے ساتھ ناجائز تعلقات رکھنا غلط ہے۔ تو ظاہر ہے اس کے ساتھ ناجائز تعلقات کا خیال رکھنا بھی غلط ہے۔ یوسع موسیٰ کی شریعت میں اس سے کوئی زیادہ سخت شریعت شامل نہیں کر رہا تھا۔ دس احکام میں واضح طور پر شہوت پرستی سے منع کیا گیا ہے ”تو اپنے ہمسائے کی بیوی کا لالچ نہ کرنا،“ (خروج: ۲۰: ۷۱)۔ کیا یوسع کی باتیں سننے والوں میں کوئی سزا یافت تھا؟

یقیناً وہاں بہت سارے تھے۔ انہیں کیا کرنا چاہیے؟ انہیں فوراً یوسع مسیح کی ہدایت کے مطابق توبہ کرنی چاہیے۔ کون سی چیز ان کو ہوس پرستی سے روکتی ہے؟ جہنم کی آگ کا خوف۔ کوئی شخص یہ خیال نہ کرے کہ یوسع کے کہنے کا یہ مطلب تھا کہ شہوت پرستوں کو چاہیے کہ وہ اپنی آنکھ کو نکال پھیلیں اور اپنے ہاتھ کو کاٹ دیں۔ شہوت پرستی سے بھرا ہوا جو شخص اپنی آنکھ کو نکال پھیلتا ہے تو وہ ایک آنکھ والا شہوت پرست بن جاتا ہے۔

یوسع مسیح نجدیگی سے تمثیلی انداز میں ساتویں حکم کی تابعیتی کرنے کی اہمیت پر زور دے رہا تھا۔ ابدیت کا انحصار اس پر ہے۔ یوسع مسیح کی نقل کرتے ہوئے شاگرد ساز خادم اپنے شاگردوں کو نصیحت کرے کہ ہر اس چیز کو کاٹ پھیلیں جو تمہارے لیے ٹھوکر کا باعث بنے۔ اگر یہٹی وی کیبل ہے تو پھر اس کیبل کو کاٹنے کی ضرورت ہے۔ اگر یہٹی وی ہے تو پھر اس ٹی وی کو پھینکنے کی ضرورت ہے۔ اگر یہ میگزین کا اشتہار ہے تو اس کو ختم کرنا چاہیے۔ اگر یہ انٹرنیٹ ہے تو پھر اس کے کاشن کو مقتطع کرنا چاہیے، اگر یہ کھولی ہوئی کھڑکی ہے تو اس کو بند کر دینا چاہیے۔ یہ سب چیزیں ایک شخص کے جہنم میں جانے کا باعث بنتی ہیں۔ چونکہ شاگرد ساز خادم اپنے گلہ سے سچی محبت رکھتا ہے۔ اس لیے وہ انہیں حقیقت یا سچائی سے آشنا کرے گا اور ساتھ میں انہیں خبردار بھی کریا گیا جیسا کہ یوسع نے کیا۔

زناری کرنے کا ایک دوسرا طریقہ

Another Way to Commit Adultery

یوسع مسیح کی اگلی مثال اس چیز کے متعلق ہے جسے ہم نے صرف سوچا ہے۔ اور غالباً اسی لیے یہ آگے بیان کی گئی ہے اس کو نیا مضمون یا موضوع سمجھنے کی بجائے جنسی تعلقات کی مزید تفسیر تصور کرنا چاہیے۔ نفس مضمون یہ ہے، زناری کے مساوی دوسرا کام جو فریضی کرتے ہیں۔

”یہ بھی کہا گیا تھا کہ جو کوئی اپنی بیوی کو چھوڑے اسے طلاق نامہ لکھ دے۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنی بیوی کو حرام کاری کے سوا کسی اور سبب سے چھوڑ دے وہ اس سے زنا کرتا ہے اور جو کوئی اس چھوڑی ہوئی سے بیاہ کرے وہ زنا کرتا

یہاں ایک مثال ہے کہ فتحی اور فریلی اپنی گناہ آلوہ طرز زندگی کو مناسب تصور کرنے کے لیے کس طرح خدا کی شریعت کو گھماتے پھرتے تھے۔ آئیں یہ نوع مسح کے دونوں میں سے ایک فریلی کا تصور کریں۔ جس کی گلی کی دوسری طرف ایک دلکش عورت رہتی ہے۔ اور وہ اس کی حوس کرتا ہے۔ وہ روزانہ جب بھی اُسے دیکھتا ہے اُس کی خوش آمد کرتا ہے وہ اسے بڑی دلکش لگتی ہے، اور اس کی خواہش اُس کے لیے روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ وہ اُسے بے بس دیکھنے کے لیے اُس سے پیار کرنے اور اس سے باقاعدہ جنسی ملاب کا تصور کرتا ہے۔ کاش کو وہ صرف اس کے لیے ہوتی۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ وہ پہلے سے شادی شدہ ہے اور اس کا نہ ہب اُسے زنا کاری کرنے سے منع کرتا ہے۔ وہ ساتویں حکم کی نافرمانی نہیں کرنا چاہتا ہے (اگرچہ وہ پہلے ہی ساتویں حکم کو توڑ چکا ہے) وہ کیا کر سکتا ہے؟ اس کا ایک حل ہے۔ اگر وہ اپنی موجودہ بیوی کو طلاق دے تو پھر وہ اس سے شادی کر سکتا ہے۔ لیکن کیا شریعت کے مطابق طلاق لیتا جائز ہے؟ ایک ساتھی فریلی اسے بتاتا ہے ہاں! (استثناء: ۲۲۳: ایں اپنی بیوی کو طلاق دینے کے بارے لکھا ہے۔ جب تو اسے طلاق دے تو طلاق نامہ لکھ دے۔ طلاق کچھ مخصوص حالات کے تحت جائز ہے۔ لیکن یہ حالات کیا ہیں؟ وہ بڑی دلچسپی کے ساتھ پڑھتا ہے کہ خدا نے کیا کہا:

”اگر کوئی مرد کسی عورت سے بیاہ کرے اور پیچھے اس میں کوئی ایسی بیہودہ بات پائے جس سے اس عورت کی طرف اس کی التفات نہ ہے تو وہ اس کا طلاق نامہ لکھ کر اس کے حوالہ کرے اور اسے اپنے گھر سے نکال دے۔“ (استثناء: ۲۲۴)

ہاں اگر وہ اپنی بیوی میں کوئی کمی پائے تو اسے طلاق دے سکتا ہے۔ اور اس کے پاس وجہ ہے کہ اس کی بیوی گلی کی دوسری جانب والی عورت کی طرح دلکش نہیں ہے۔ ربی ہائل (Rabbi Hillel) جس کی طلاق کے بارے تعلیم یہ نوع مسح کے دونوں میں بڑی مشہور تھی۔ یعنی کوئی بھی مرد اپنی بیوی کو شرعی طور پر طلاق دے سکتا ہے۔ اگر اسے اپنی بیوی سے زیادہ خوبصورت عورت مل جائے۔ کیونکہ اس نے اس کی موجودہ بیوی کو اسکی نظر میں حقیر بنا دیا ہے۔ ربی ہائل نے اس بات کی بھی تعلیم دی کہ آدمی اپنی بیوی کو اس وجہ سے بھی طلاق دے سکتا ہے۔ اگر وہ سالن میں نمک زیادہ ملادے یا کسی دوسرے آدمی سے باتیں کرے یا وہ اس کے لیے بیٹا پیدا نہ کرے۔ لیس ہمارا تصور اسی فریلی شرعی طور پر اپنی بیوی کو طلاق نامہ لکھ کر طلاق دے سکتا ہے۔ اور اس عورت سے شادی کر سکتا ہے۔ اور یہ گناہ نہیں کیونکہ اس نے خدا کی شریعت کی تابعداری کی ہے۔

ایک مختلف نظریہ

A Different View

ظاہر ہے خدا چیزوں کو مختلف حاظ سے دیکھتا ہے۔ اس نے استثناء: ۲۲۳-۲۲۴ میں بیان کی گئی بیہودوگی کا عہد و پیان نہیں کیا۔ جو حقیقی تھی یا اگرچہ یہ طلاق کی جائزوجہ تھی۔ درحقیقت اس عبارت میں اس کے بارے کچھ نہیں کہا گیا ہے کہ طلاق دینا کب جائز یا ناجائز ہے۔ اس عبارت میں صرف دوبارہ طلاق کی ممانیت کی گئی ہے۔ یا ایک طلاق یا غلط عورت کو اپنے پہلے شوہر سے شادی ناجائز ہے۔

کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ یہ کہنا کہ خدا کو اس میں کوئی بیہودگی نظر آئی جس کی بناء پر اس نے طلاق کو جائز ٹھہرا�ا کیا یہ خیال کرنا متن میں اپنی ترجمانی کو زبردستی شامل کرنا ہے۔ ہماراصوراتی فریی کسی بھی صورت میں خدا کی نظر میں زنا کار سے مختلف نہیں ہے۔ کیونکہ اُس نے ساتویں حکم کو توڑا۔ وہ حقیقت ایسا کرنے سے وہ دوبارہ زنا کار ٹھہرا یعنی اُس نے دوبارہ زنا کیا۔ یہ کیسے ہوا؟ پہلے اس نے خود زنا کیا۔ یسوع نے کہا ”جو کوئی اپنی بیوی کو حرام کاری کے سوا کسی اور سبب سے چھوڑ دے اور دوسرا سے بیاہ کرے وہ زنا کرتا ہے۔“ (متی ۱۹:۶)

دوغم اُس کی طلاق یافتہ بیوی خدا میں زندہ رہنے کے لیے دوسرے شوہر کی تلاش کرے گی۔ چنانچہ اس فریی کی نے اپنی بیوی کو محجور کیا کہ وہ دوسرے مرد کے ساتھ چنسی تعلق قائم کرے۔ پس وہ اس کے زنا کا مجرم ٹھہرا۔ یسوع نے کہا ”لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنی بیوی کو حرام کاری کے سوا کسی اور سبب سے چھوڑ دے وہ اس سے زنا کرتا ہے۔“ (متی ۳۲:۵) یہاں تک کہ یسوع نے ہمارے شہوت پرست فریی کو تین بار زنا کرنے والا ٹھہرا یا۔ اگر اس کا بیان ”اور جو کوئی اس چھوڑی ہوئی سے بیاہ کرے وہ زنا کرتا ہے۔“ (متی ۳۲:۵)

اس کا مطلب ہے خدا فریی کی پہلی بیوی کے نئے شوہر کی زنا کاری کا قصور اوار بھی اس فریی کی کو ٹھہرا تا ہے۔ یسوع کے دنوں میں یہ بڑا ہم مسئلہ تھا۔ جیسا کہ ہم ایک جگہ پڑھتے ہیں۔ جب کچھ فرییوں نے اس سے سوال کیا ”کیا ہر ایک سبب سے اپنی بیوی کو چھوڑ دینا روا ہے؟“ (متی ۱۹:۳)

ان کا یہ سوال ان کے دل کے خیالوں کو ظاہر کرتا ہے۔ اور یہ بات واضح ہے کہ ان میں سے کچھ اس بات پر ایمان لانا چاہتے تھے کہ ہر ایک سبب سے طلاق دینا جائز ہے۔

میں یہاں پر ضرور کہوں گا کہ میحیوں کے لیے یہ بڑی بے شری کی بات ہے۔ جب وہ طلاق کے لیے ان آیات کی غلط ترجمانی کرتے ہیں۔ اور خدا کے فرزندوں کو بھاری زنجروں میں جکڑتے ہیں۔ یسوع اُس مسیحی کے بارے بات نہیں کر رہا تھا۔ جس کو نجات حاصل کرنے سے پہلے طلاق ہوئی۔ اور جو مسیح سے محبت رکھنے والے کے ساتھ شادی کرتی ہے۔ یہ زنا کاری کے برابر نہیں ہے اگر یسوع کے کہنے کا مطلب یہ تھا تو پھر ہمیں انجلیں کوتبدیل کرنا ہو گا۔ کیونکہ اب یہ گنگاروں کے گناہ معاف نہیں کرتی۔ اب آنے والے وقت میں ہمیں یہ منادی کرنا ہے کہ یسوع مسیح ہمارے لیے مرا۔ تو پہ کر کے اس پر ایمان لائیں تو پھر آپ کے سب گناہ معاف ہو گلے۔ اگر آپ طلاق یافتہ ہیں تو آپ کو شادی نہیں کرنی چاہیے ورنہ آپ گناہ میں زندگی بر کریں گے اور باختیل بیان کرتی ہے کہ زنا کار جنت میں نہیں جائیں گے۔ اگر آپ مسیح میں آنے سے پہلے طلاق یافتہ تھے اور دوبارہ شادی کر لی تو آپ کو ایک اور گناہ کرنا پڑے گا۔ اور آپ کو اپنے موجودہ جیوں ساتھی کو طلاق دینا ہوگی ورنہ آپ زنا میں زندگی بر کر رہے ہیں اور زنا کا رغیر نجات یافتہ ہیں (کیا یا انجلیں ہے)

فہمیوں اور فریسیوں کی مانند بد دیانت نہ بنو

Be Honest Unlikn the Scribes and Pharisees

فہمیوں اور فریسیوں کے ناراستی کے کاموں اور ان کا روحانی طور پر بے جاء استعمال کے بارے یہ یوں مسح کی تیری مثال سچائی بنانے کے لیے خدا کے احکام سے متعلق ہے۔ فہمیوں اور فریسیوں نے جھوٹ بولنے کا ایک بڑا شاندار راستہ اختیار کیا۔ (متی ۲۲:۲۳-۲۲) میں ہم سمجھتے ہیں وہ خود کو مقدس قربانگا یا آسمان کی قسم کا پابند تصور نہیں کرتے تھے۔ تاہم اگر وہ مقدس کے سونے، قربانگا کی نذر یا آسمانی باب پر کی قسم کھاتے ہیں تو خود کو اس کا پابند سمجھتے تھے۔

یہ بالکل ایسے ہے جیسے ایک نوجوان بچ کی طرح یہ خیال کرے کہ جب تک ہاتھ اس کی کمر کے پیچھے ہے۔ اس وقت تک وہ سچ بولنے سے مبراہے۔ یہ یوں مسح امید کرتا ہے کہ اس کے شاگرد سچ بولیں۔ ”پھر تم سن چکر ہو کہ الگوں سے کہا گیا تھا کہ جھوٹی قسم نہ کھانا بلکہ اپنی قسمیں خداوند کے لیے پوری کرنا۔ لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ بالکل قسم نہ کھانا۔ نہ تو آسمان کی کیونکہ وہ خدا کا تخت ہے۔ نہ زمین کی کیونکہ وہ اُس کے پاؤں کی چوکی ہے۔ نہ یہ شہم کی کیونکہ وہ بزرگ بادشاہ کا شہر ہے۔ نہ اپنے سر کی قسم کھانا کیونکہ تو ایک بال کو بھی سفید یا کالا نہیں کر سکتا ہے۔ بلکہ تھہرا جواب ہاں ہاں یا نہیں ہو کیونکہ جو اس سے زیادہ ہے وہ بدی سے ہے۔“ (متی ۵:۳۲-۳۷)

قسم کے بارے خدا کا حقیقی حکم کی اور چیز کی قسم کھانے کے بارے کچھ نہیں کہتا۔ خدا چاہتا ہے کہ اس کے لوگ ہر وقت سچ بولیں۔ پس سچ بولنے سے کبھی بھی قسم کھانے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ قسم کھانے میں کوئی برائی نہیں۔ کیونکہ قسم و عدے سے بڑھ کر نہیں ہے۔ درحقیقت قسم خدا کی تابعداری کرنے کے لیے اچھی چیز ہے۔ نجات کا آغاز یہ یوں مسح کی پیروی کی قسم کھانے سے ہوتا ہے۔ لیکن جب لوگ دوسروں کو یقین دلانے کے لیے کسی چیز کی قسم کھاتے ہیں۔ یہ ان کے لیے جھوٹ بولنے کا ایک عام طریقہ ہے۔ وہ لوگ جو سچ کہتے ہیں انہیں کبھی بھی قسم کھانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اگرچہ آج بہت ساری کلیسا میں جھوٹے لوگوں سے بھری پڑی ہیں اور اکثر خادم دھوکا دی میں ان کے راہنماء ہوتے ہیں۔ شاگرد ساز خادم سچائی کی مثال قائم کرتا ہے اور اپنے شاگردوں کو ہمیشہ سچ بولنے کی تعلیم دیتا ہے وہ جانتا ہے کہ یوحنانے خبار دار کیا کہ سب جھوٹوں کو آگ اور گندھک سے جلنے والی جھیل میں ڈالا جائیگا۔ (یوحنا ۸:۲۱)

بد لہ نہ لو، جیسا کہ فہمی اور فریسی کرتے ہیں

Don't Take Revenge, as do the Scribes and Pha

یہ یوں مسح کی فہرست میں شامل اگلی چیز معافی کی ریا کا رانہ شرط ہے پرانے عہد نامے کی ایک مشہور ترین آیت۔ اس عمارت کو ہم پہلے ہی پچھلے باب میں زیر بحث لا چکے ہیں۔

”تم سن چکے ہو کہ کہا گیا تھا کہ آنکھ کے بد لے آنکھ اور دانت کے بد لے دانت۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ شریکا مقابلہ نہ

کرنا بلکہ جو کوئی تیرے دا ہنے گال پر طما نچ مارے تو دوسرا بھی اس کی طرف پھیردے۔ اور اگر کوئی تجھ پر ناش کر کے تیرا کرنا یعنی چاہے تو چون غم بھی اسے لینے دے۔ اور جو کوئی تجھے ایک کوس بیگار میں لے جائے اس کے ساتھ دو کوس چلا جا۔ جو کوئی تجھ سے مانگے اسے دے اور جو تجھ سے قرض چاہے اُس سے منہ نہ موز،” (متی: ۵-۳۸: ۳۲)

موئی کی شریعت میں ہے کہ جب ایک شخص پر کسی دوسرے شخص کو خوبی کرنے کا جرم ثابت ہو۔ تو جرم کرنے والے شخص کو اس کے جرم کے موافق سزا دی جائے۔ اگر اس نے کسی کا دانت توڑا ہے تو بد لے میں اس کا بھی دانت توڑا جائے۔ یہ حکم اس بات کی بیان دہانی کے لیے دیا گیا ہے۔ کہ عدالت میں بڑی نوعیت کے جھگڑوں کا انصاف ہو گا۔ خدا نے بد لے کو ختم کرنے، جرم کو روکنے اور انصاف کو بیان کرنے کے لیے شریعت میں عدالت و اور قضاۃ کا ظالم قائم کیا۔ اور خدا نے قضاۃ کو غیر جاذب رہا یا تاکہ وہ مقدمات کا انصاف کریں۔ وہ اس لیے قائم کیے گئے کہ وہ ”آنکھ کے بد لے آنکھ اور دانت کے بد لے دانت“ کا انصاف کریں۔ انصاف کے بارے احکام اس عبارت میں ہمیشہ سے پائے جاتے ہیں۔

تاہم ہم دیکھتے ہیں کہ فقہی اور فریضی ایک بار پھر خدا کے احکام کو گھماتے پھراتے ہوئے اس طرف لے جاتے ہیں کہ بد لہ لینا جائز ہے۔ مقدس فریضہ ہے۔ وہ صریحاً ”Zero Tolerance“ (عدم تحمل) پالیسی کو انداز کرے تھے۔ اور وہ چھوٹے سے چھوٹے جرم کے بد لے کی تلاش میں رہتے تھے۔ تاہم خدا ہمیشہ اپنے لوگوں سے زیادہ توقعات یا امیدیں رکھتا ہے۔ بد لہ ایک ایسی چیز ہے۔ جس سے اُس نے منع کیا ہے۔ (استثناء: ۳۲: ۳۵)

پرانہ عہد نامہ اس بات کی تعلیم دیتا ہے۔ خدا کے لوگوں کو چاہیے کہ وہ اپنے دشمنوں سے ہمدردی کریں۔
(خروج ۲۱: ۲۳-۲۴) (امثال ۵: ۲۵-۲۶) (امثال ۵: ۲۶-۲۷)

یسوع مسیح نے اُسی سچائی کی تعلیم دیتے ہوئے اپنے شاگردوں سے کہا کہ اگر کوئی تیرے ایک گال پر طما نچ مارے تو دوسرا بھی اس کی طرف پھیردے۔ اور اگر کوئی تجھ کو بیگار میں ایک کوس لے جائے اُس کے ساتھ دو کوس چلا جا۔ جب ہم غلطی پر ہوتے ہیں تو خدا چاہتا ہے کہ ہم بدی سے منہ پھیر کر نیکی کی طرف رجوع لا سیں۔ لیکن کیا یسوع ہم سے امید کرتا ہے کہ ہم لوگوں کو اس بات کی اجازت دیں کہ وہ ہم کو اپنی خواہش کے مطابق روندے پھریں اور ہم سے ناجائز فائدے اٹھائیں؟
اگر ایک بے ایمان شخص آپ کے خلاف کوئی جرم کرتا ہے، تو کیا اس کو انصاف کی غرض سے عدالت میں لانا غلط ہے؟ نہیں، یسوع مسیح بڑی نوعیت کے جرم کو انصاف کی غرض سے عدالت میں لانے کے بارے نہیں کہ رہا تھا بلکہ وہ تو چھوٹی نوعیت کے جھگڑوں میں ذاتی انتقام لینے کے بارے میں کہہ رہا تھا۔ غور کریں کہ یسوع مسیح نے یہ نہیں کہا کہ جو کوئی آپ کی پیشہ پر خبر مارے اپنی گردن بھی اسے دے دو کہ وہ آپ کو بادیں۔ اُس نے ہم کو نہیں کہا کہ اگر کوئی تم سے کار طلب کرے تو اپنا گھر بھی اُس کو دے دو۔ تاہم یسوع مسیح نے یہ کہا کہ چھوٹی نوعیت کے جھگڑوں میں صبرا اور حرم سے کام لو۔ اور خود غرض لوگوں کے عام نوعیت کے چیلنجوں کا سامنا کرنے میں تخلی مزاجی کا مظاہرہ کرو۔ وہ چاہتا ہے کہ ہم خود غرض لوگوں کی نسبت زیادہ رحم دل ہوں۔ فقہی اور فریضی اس معیار پر پورا نہیں اتر سکتے ہیں۔ بہت سارے نو مسیحی کیوں اپنے خلاف ہونے والے جرم کا بدلہ لیتے ہیں؟ وہ کیوں چھوٹی چھوٹی باتوں پر جلدی غصے میں آ جاتے ہیں؟ حالانکہ یہ باتیں گال پر طما نچ مارنے سے دس گناہ چھوٹی

ہوتی ہیں۔ کیا اس قسم کے لوگ نجات پائیں گے؟ شاگرد ساز خادم دوسرا گال بھی اُس کی طرف پھیرنے کی مثال قائم کرتا ہے۔ اور وہ اپنے شاگردوں کو بھی ایسا کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔

فہمیوں اور فریسیوں کی طرح اپنے دشمنوں سے نفرت نہ کرو

Don't Hate Your Enemies, as do the Scribes and Pharisees

آخر میں یسوع مسیح نے خدا کے ایک اور حکم کو بیان کیا ہے۔ فہمیوں اور فریسیوں نے اس حکم کو اپنے نفرت بھرے دلوں کے مطابق بدل دیا تھا۔

”تم سن پچھے ہو کر کہا گیا تھا کہ اپنے پڑوکی سے محبت رکھا اور اپنے دشمن سے عداوت۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اور اپنے ستانے والوں کے لیے دعا کرو۔ تاکہ تم اپنے باپ کے جو آسمان پر ہے میں تھہرو۔ کیونکہ وہ اپنے سورج کو بدلوں اور نیکوں دونوں پر چمکاتا ہے اور راستا زاویں اور ناراستوں دونوں پر میند بر ساتا ہے۔ کیونکہ اگر تم اپنے محبت رکھنے والوں ہی سے محبت رکھو تو تمہارے لیے کیا اجر ہے؟ کیا محسوس لینے والے بھی ایسا نہیں کرتے؟ اور اگر تم فقط اپنے بھائیوں ہی کو سلام کرو تو کیا زیادہ کرتے ہو؟ کیا غیر قوموں کے لوگ بھی ایسا نہیں کرتے؟ پس چاہیے کہ تم کامل ہو جیسا تمہارا آسمانی باپ کامل ہے۔“ (متی ۵:۲۸-۳۲)

پرانے عہد نامہ میں خدا نے کہا: ”اپنے ہمسایہ سے اپنی مانند محبت کرنا“، (اجبار ۱۹:۱۸) لیکن فقہی اور فریسی ہمسائے کی تعریف یہ کرتے تھے کہ صرف وہ لوگ جو ان سے محبت رکھتے ہیں۔ اور ان کے علاوہ ہر کوئی دشمن ہے۔ جیسا کہ خدا نے کہا کہ صرف اپنے ہمسایوں سے محبت کرو۔ اس لیے اپنے دشمنوں سے عداوت رکھنا مناسب ہے۔ تاہم یسوع مسیح کے کہنے کے مطابق خدا کے کہنے کا ہرگز مطلب یہ نہیں تھا۔ تب یسوع نے نیک سامری کی کہانی سنائی۔ اس سے ہم سمجھتے ہیں ہمیں ہر ایک شخص کو اپنا ہمسایہ تصور کرنا چاہیے۔ خدا چاہتا ہے کہ ہم ہر ایک سے محبت رکھیں حتیٰ کہ اپنے دشمنوں سے بھی۔ یہ خدا کا اپنے فرزندوں کے لیے ایک معیار ہے۔ جس کے تحت وہ اپنی زندگی گزرتا ہے۔ وہ بروں اور نیکوں دونوں پر اپنا سورج چمکاتا اور مندیہ بر ساتا ہے۔ ہمیں غیر مساخت لوگوں سے ہمدردی کا مظاہرہ کر کے اس مثال کی نقل کرنی چاہیے۔ جب ہم ایسا کرتے ہیں تو اسے ظاہر ہوتا ہے کہ ہم ”آسمانی باپ کے میٹھیں ہیں۔“ (متی ۵:۲۵)

نئے سرے سے پیدا ہونے والے لوگ باپ کی مانند عمل کرتے ہیں۔ وہ محبت جس کی خدا ہم سے امید کرتا ہے کہ ہم اپنے دشمنوں سے محبت رکھیں۔ وہ ایک جذب نہیں یا ان کے ناراضی کے کاموں کی تقدیم نہیں۔ خدا یہ نہیں چاہتا کہ ہم اپنے منافقوں سے سخت مزاجی سے پیش آئیں۔ وہ ہمیں یہ نہیں کہہ رہا کہ ہم یہ کہیں کہ ہمارے دشمن حقیقی طور پر بڑے عظیم لوگ ہیں۔ جو کہ سراسر سچائی سے خالی ہیں۔ بلکہ وہ ہم سے یہ امید کرتا ہے کہ ہم ان سے رحم دلی سے پیش آئیں گے اُن سے سلام لیں گے اور ان کے لیے دعا کریں گے۔

غور طلب بات یہ ہے کہ یسوع ایک بار پھر اپنے اسی بنیادی مقصد پر قائم ہے کہ صرف مقدسین ہی خدا کی بادشاہی کے وارث

ہونگے۔ ان نے اپنے شاگردوں کو بتایا کہ تم اپنے محبت رکھنے والوں سے محبت کرو تو تم محصول لینے والوں اور غیر قوموں کے لوگوں سے بہتر نہیں ہو۔ جن کے بارے سب یہودی بھی کہتے ہیں کہ وہ جہنم میں جانے والے ہیں۔ یہ کہنے کا دوسرا طریقہ ہے کہ جو اپنے محبت رکھنے والوں سے محبت رکھتے ہیں وہ جہنم میں جائیں گے۔

نیکی کے کاموں میں فہمیوں اور فریسیوں کی مانند نہ بنو

Do Good for the Right Motives, Unlike the Scribes and Pharisees

خداوند یسوع مسیح نہ صرف اپنے پیروکاروں سے یہ امید کرتا ہے کہ وہ پاک ہوں بلکہ وہ یہ امید کرتا ہے کہ وہ صحیح مقاصد کے لیے پاک ہوں۔ خدا کے احکام کی تابعداری کرنا تو آسان ہے لیکن اگر کوئی غلط مقاصد کے لیے تابعداری کرتا ہے تو یہ خدا کی نظر میں ناخوشگوار ہے۔ یسوع نے فہمیوں اور فریسیوں کی ملامت کی کیونکہ وہ اپنے نیکی کے کام دوسروں کو دکھانے کے لیے کرتے تھے۔ (متی ۵:۲۳)

وہ امید کرتا ہے کہ اُس کے شاگرد فہمیوں اور فریسیوں سے مختلف نہیں۔

”خبردار اپنے راستبازی کے کام آدمیوں کے سامنے دکھانے کے لیے نہ کرو۔ نہیں تو تمہارے باپ کے پاس جو آسمان پر ہے تمہارے لیے کچھ اجر نہیں ہے۔ پس جب تو خیرات کرے تو اپنے آگے زرستگانہ بجو اجسیا کر ریا کار عبادت خانوں اور کوچوں میں کرتے ہیں تاکہ لوگ ان کی بڑھائی کریں۔ میں تم سے تھی کہتا ہوں کہ وہ اپنا اجر پاچکے بلکہ جب تو خیرات کرے تو جو تیرا داہنا ہاتھ کرتا ہے اسے تیرا بائیاں ہاتھ نہ جانے۔ تاکہ تیری خیرات پوشیدہ رہے۔ اس صورت میں تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے تجھے بدل دیکا۔“ (متی ۶:۱-۲)

خداوند یسوع مسیح چاہتا ہے کہ اُس کے پیروکار غریبوں کو خیرات دیں، کیونکہ شریعت اس کا حکم دیتی ہے۔

(خروج ۲۳:۱۱، اخبار ۱۹:۱۰، ۲۵:۲۲:۲۳:۳۵؛ استثنا ۱:۱۵، ۷:۱۱)۔ لیکن فریسی جب ایسا کرتے تو وہ اپنے آگے زرستگانہ بجا تے تاکہ لوگ ان کے کاموں کو دیکھیں۔ تاہم بہت سارے نو مسیحی غریبوں کو کچھ نہیں دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ خیرات کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتے ہیں۔ اگر خود غرض فقہی اور فریسی دکھانے کے لیے خیرات کرتے ہیں تو بے ایمان مسیحیوں کے غریبوں کو خیرات سے لاپرواہی کے مقاصد کیا ہیں؟ کیا اس سلسلہ میں ان کی راستبازی فہمیوں اور فریسیوں کی راستبازی سے زیادہ ہے۔ جیسا کہ پولوس نے ا۔ کریٹھیوں ۳:۱۵-۱۰ میں کہا ہے، ”نیکی کے کام غلط مقاصد کے لیے کرتے ہیں۔ اگر ہمارے مقاصد پاک نہیں ہیں۔ تو پھر ہمارے نیکی کے کاموں کا اجر نہیں ہوگا۔“ پولوس نے لکھا تھی کہ ناپاک مقاصد کے لیے انجلی کی منادی کرنا بھی ممکن ہے۔ (فلپپوں ۱:۱۵-۱۷) جیسا کہ یسوع نے بیان کیا کہ مقاصد کی پاکیزگی کو جانے کا بہترین حل یہ ہے کہ جس قدر ممکن ہو پوشیدگی سے خیرات کی جائے۔ یہ کام اس قدر پوشیدگی سے کرنا چاہیے کہ جو آپکا داہنا ہاتھ کرتا ہے اسے بائیاں نہ جانے۔ شاگردوں نے والا خادم اپنے شاگردوں کو غریبوں کو خیرات دینے کی تعلیم دے اور وہ خود اس کا عملی مظاہرہ کرے جس بات کی وجہ تعلیم دیتا ہے۔

صحیح مقاصد کے لیے دعا کریں اور روزہ رکھیں

Prayer and Fasting for the Right Reasons

یوں امید کرتا ہے کہ اُس کے پیروکار دعا کریں گے اور روزہ رکھیں گے۔ اور وہ یہ کام لوگوں کو دکھانے کے لینبیں بلکہ اپنے باپ کو خوش کرنے کے لیے کریں گے۔ نہیں تو وہ جہنم میں جانے والے قہیوں اور فریسوں سے کچھ مختلف نہ ہونگے۔ جو دکھاوے کے لیے دعا کرتے اور روزہ رکھتے ہیں ان کا اجر بہت کم ہے۔ یوں نے اپنے پیروکاروں کو نصیحت کی۔

”اور جب تم دعا کرو تو ریا کاروں کی مانند نہ بنو کیونکہ وہ عبادت خانوں اور بازاروں کے موڑوں پر کھڑے ہو کر دعا کرنا پسند کرتے ہیں۔ تاکہ لوگ ان کو دیکھیں۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وہ اپنا اجر پا سکے۔ بلکہ جب تو دعا کرے تو اپنی کوٹھری میں جا اور دروازہ بند کر کے اپنے باپ سے جو پوشیدگی میں ہے دعا کر اُس صورت میں تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے تجھے بدلم دیگا۔“

”اور جب تم روزہ رکھو تو ریا کاروں کی طرح اپنی صورت ادا س نہ بناؤ کیونکہ وہ اپنا منہ بگاڑتے ہیں تاکہ لوگ ان کو روزہ دار جانیں۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وہ اپنا اجر پا سکے۔ بلکہ جب تو روزہ رکھے تو اپنے سر میں تیل ڈال اور منہ دھوتا کہ آدمی نہیں بلکہ تیرا باپ جو پوشیدگی میں ہے تجھے روزہ دار جانے۔ اُس صورت میں تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے تجھے بدلم دیگا۔“ (متی ۵:۶-۱۸)

لکن سمجھی ایماندار ایے ہیں جن کی زندگی دعائی نہیں اور نہ ہی وہ روزے رکھتے ہیں، تو اُس صورت میں کیا ان کی راستبازی قہیوں اور فریسوں کی راستبازی سے زیادہ ہے جو دونوں چیزوں پر عمل کرتے ہیں؟

دعا اور معافی کے بارے اختلاف

A Digression Regarding Prayer and Forgiveness

دعا کرنے کے موضوع کے بارے یوں صحیح نے اپنے شاگردوں کو بتایا کہ انہیں کس طرح دعا کرنی چاہیے۔ یوں صحیح چاہتا تھا کہ ہم اس طرح دعا کریں کہ ہم اپنی دعاؤں میں اس کے باپ کا انکار کر کے اس کی توہین نہ کریں۔ اس نے اپنے بارے ظاہر کیا۔ خدا ہمارے مانگنے سے پہلے ہی جانتا ہے کہ ہم کن چیزوں کے محتاج ہیں (وہ سب کچھ جانتا ہے) الہنا جب ہم دعا کریں تو بک بک نہ کریں۔

”اور دعا کرتے وقت غیر قوموں کے لوگوں کی طرح بک بک نہ کرو کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے بہت بولنے کے سبب سے ہماری سُنی جائیگی۔ پس ان کی مانند نہ بنو کیونکہ تمہارا باپ تمہارے مانگنے سے پہلے ہی جانتا ہے کہ تم کن کن چیزوں کے محتاج ہو۔“ (متی ۷:۶-۸)

ہماری دعائیں سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہم خدا کو کس حد تک جانتے ہیں وہ جو اسے جانتے ہیں جیسا کہ اس نے اپنے دعا سئی کلام کے آخر میں ظاہر کیا۔ کہ اس کی مرضی پوری ہوا اور یہ کہ وہ جلال پائے۔ ان کی سب سے بڑی آرزو یہ ہوئی چاہیے کہ وہ اسے خوش کرنے کے لیے مکمل طور پر پاک ہوں۔ اس کا عکس یسوع مسیح کے دعا سئی نمونے میں ملتا ہے۔ جس کو دعائے ربانی کہتے ہیں۔ ”پس تم اس طرح دعا کیا کرو کہ ”اے ہمارے باپ تو جو آسمان پر ہے۔ تیرنا نام پاک مانا جائے۔ تیری بادشاہی آئے۔ تیری مرضی جیسے آسمان پر پوری ہوتی ہے زمین پر بھی ہو۔ ہماری روز کی روتی آج ہمیں دے۔“ (متی ۶: ۹-۱۱)

مسیح کے شاگردوں کے نزدیک سب سے زیادہ اہم بات تو یہ ہے کہ خدا کا نام پاک مانا جائے۔ ظاہر ہے جو یہ دعا کرتے ہیں کہ خدا کا نام پاک مانا چاہیے ان کو خود بھی پاک مانا جائے۔ نہیں تو ایسا کہنا منافقانہ ہو گا۔ پس یہ دعا ہماری اس خواہش کو ظاہر کرتی ہے کہ ہماری طرح دوسرے لوگ بھی خود کو خدا کے تابع کریں۔ اس درخواست میں دوسری دعا یہ ہے کہ ”تیری بادشاہی آئے۔“ بادشاہی کے خیال سے ہمارے ذہن میں یہ بات ہے کہ اس کا کوئی بادشاہ بھی ہے جو اس میں حکومت کرتا ہے۔ ایک مسیحی شاگرد اپنے بادشاہ کو دیکھتا ہے یعنی وہ بادشاہ جو اس پر اور تمام روئے زمین پر حکومت کرتا ہے۔ تابعداری کے ایمان سے ہر ایک گھنٹہ یسوع بادشاہ کے آگے جھکتے گا۔

تیری درخواست پہلی اور دوسری کی آواز ہے ”تیری مرضی جیسی آسمان پر پوری ہوتی ہے زمین پر بھی ہو۔“ اپنی زندگیوں کو خدا کی مرضی کے تابع کیے بغیر، ہم کیسے مخلصی سے یہ دعا کر سکتے ہیں؟ پچ شاگرد کی آرزو ہوتی ہے کہ خدا کی مرضی جس طرح آسمان پر پوری ہوتی ہے زمین پر بھی ہو۔ خدا کا نام پاک مانا جائے، اس کی مرضی پوری ہو، اس کی بادشاہی آئے۔ یہ چیز ہماری روز کی روتی سے زیادہ اہم ہونی چاہیے۔ چوتھی درخواست چوتھے نمبر پر ایک خاص وجہ سے کہی گئی ہے۔ حتیٰ کہ یہ خود ہماری ترجیبات کی عکس بندی کرتی ہے تاہم اس میں لائق کا کوئی اشارہ نہیں پایا جاتا ہے۔

مسیح کے شاگرد خدا کی خدمت کرتے ہیں نہ کہ دولت کی۔ وہ زمین پر خزانہ اکھا کرنے کو ترجیح نہیں دیتے۔ میں اس بارے مزید یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ درخواست اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ روزانہ اس دعا سئی نمونے کے تحت دعا کرنی چاہیے۔ ہر نئے دن کا آغاز اس دعا سے کرنا چاہیے۔

دعا سئی نمونہ جاری ہے

The Model Prayer Continues

کیا مسیح کے شاگردوں نے کبھی گناہ کیا؟ ظاہری بات ہے کہ بعض اوقات انہوں نے کیا۔ تب ہی یسوع مسیح نے انہیں تعلیم دی کہ وہ اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔ ”اور جس طرح ہم نے اپنے قرض داروں کو معاف کیا تو بھی ہمارے قرض ہمیں معاف کر۔ اور ہمیں آزمائش میں نہ لا بلکہ برائی سے چکا کیونکہ بادشاہی، قدرت اور جلال ہمیشہ تیرے ہی ہیں آمیں۔ اس لیے اگر تم آدمیوں کے قصور معاف کرو گے تو تمہارا آسمانی باپ بھی تم کو معاف کریگا۔ اور اگر تم آدمیوں کے قصور معاف نہ کرو گے تو

تمہارا آسمانی باپ بھی تمہارے قصور معاف نہ کریگا۔“ (متی ۱۵:۶)

یسوع کے شاگردوں نے جانا کہ ان کی نافرمانی خدا کی نظر میں گناہ ہے اور جب وہ گناہ کرتے ہیں تو وہ شرم محسوس کرتے ہیں۔ وہ اپنے داغوں کو دھونا چاہتے ہیں۔ کیونکہ وہ ان کے گناہوں کو معاف کرنے کے لیے تیار ہے۔ بشرطیکہ وہ اس سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔ دعائے ربانی میں پائی جانے والی یہ پانچ یہ درخواست ہے۔ تاہم معافی حاصل کرنے کی ایک شرط یہ ہے کہ وہ بھی اپنے قصور واروں کو معاف کریں۔ کیونکہ انہیں بہت بڑی معافی ملی ہے۔ لہذا ان پر یہ فرض ہے کہ وہ ہر اس شخص کو معاف کریں جو ان سے معافی کی درخواست کرتا ہے۔ پس اگر وہ معاف کرنے سے انکار کرتے ہیں، تو خدا بھی ان کو معاف نہیں کرے گا۔

چھٹی اور آخری درخواست واضح طور پر ظاہر کرتی ہے کہ سچے شاگرد پاک ہونے کی آرزو رکھیں اور ہمیں آزمائش میں نلا بلکہ برائی سے بچا۔ لہذا سچا شاگرد پاک رہنے کے لیے بڑی محنت منحت کرتا ہے۔ اس لیے وہ خدا سے کہتا ہے اے خداوند مجھے آزمائش میں نہ ڈال۔ اس کے علاوہ وہ یہ درخواست کرتا ہے۔ اے خدا مجھے برائی سے بچا۔ ہمیں آزمائشوں اور برائیوں سے بھری ہوئی دنیا کے سفر پر روانہ ہونے سے پہلے ہر دن کا آغاز اس مقدس دعا سے کرنا چاہیے۔ تب ہی ہم امید کر سکتے ہیں کہ خدا جس نے ہمیں یہ دعا سکھائی ضرور ہماری دعا کا جواب دیگا۔ وہ جو خدا کو جانتے ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اس دعا کی یہ چھ درخواستیں کیوں نہایت مناسب ہیں۔ اس کی وجہ دعا کی آخری لائن میں ظاہر ہوتی ہے ”کیونکہ بادشاہی قدرت اور جلال ہمیشہ تیرے ہیں“ (متی ۶:۱۳)۔

خدا بزرگ بادشاہ ہے جو اپنی بادشاہیت میں حکمران ہے اور ہم اس کے خادم ہیں۔ وہ قادر مطلق ہے کوئی اس کا مقابلہ کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ تمام جلال ہمیشہ کے لیے اسی کا ہے وہ اس لائق ہے کہ اس کی تابعداری کی جائے۔

دعائے ربانی کا مرکزی خیال کیا ہے؟ اس کا مرکزی خیال پاکیزگی ہے۔ مسیح کے شاگردوں کی یہ آرزو ہے کہ خدا کا نام پاک مانا جائے۔ اور زمین پر اس کی حکومت قائم ہو اور اس کی کامل مرضی ہر جگہ پوری ہو۔ حتیٰ کہ یہ چیز ان کے لیے روز کی روٹی سے بھی زیادہ اہم ہے۔ وہ اس کی نظر میں مقبول بننا چاہتے ہیں۔ اور یہ کہ جب وہ گناہ میں گرے وہ خدا سے معافی مانگ جیسا کہ خدا سے معافی پانے والے لوگ آگے اپنے قصور واروں کو معاف کرتے ہیں۔ تو وہ مکمل طور پر پاک ہوتے ہیں۔ اور یہ وہ مقام ہے جہاں وہ آزمائشوں سے بچتے ہیں کیونکہ آزمائشوں کی وجہ سے ان کے گناہ کرنے کے موقع بڑھ جاتے ہیں۔ شاگرد ساز خادم اپنے شاگردوں کو ان چیزوں کی تعلیم دیتا ہے۔

شاگرد اور اس کی مادہ پرستی

The Disciple and His Material Posession

پہاڑی و عنزا کا اگلہ موضوع ان مسیحی ایمانداروں کے لیے بڑا پریشان کن ہے جن کی زندگی کا مقصد مادی چیزوں کو بڑے پیانے پر اکٹھا کرنا ہے۔

”اپنے واسطے میں پر ماں جمع نہ کرو جہاں کیڑا اور زنگ خراب کرتا ہے اور جہاں چور نقب لگاتے اور چراتے ہیں۔ بلکہ اپنے لیے آسمان پر ماں جمع نہ کریٹا خراب کرتا ہے نہ زنگ اور نہ وہاں چور نقب لگاتے اور چراتے ہیں۔ کیونکہ جہاں تیرا ماں ہے وہیں تیرا دل بھی لگا رہیگا۔ بدنا کا چاغ آنکھ ہے۔ پس اگر تیری آنکھ درست ہو تو تیرا سارا بدنا روشن ہو گا اور اگر تیری آنکھ خراب ہو تو تیرا سارا بدنا تاریک ہو گا۔ پس اگر وہ روشنی جو تجھے میں ہے تاریک ہو تو تاریکی کیسی بڑی ہو گی۔ کوئی آدمی دو ماں کوں کی خدمت نہیں کر سکتا کیونکہ یا تو ایک سے عداوت رکھے گا اور دوسرا سے محبت۔ یا ایک سے ملا رہیگا اور دوسرا کو ناچیز جانے گا۔ تم خدا اور دولت دونوں کی خدمت نہیں کر سکتے۔“ (متی: ۶-۱۹) (۲۲)

یہو عجیب ہمیں حکم دیتا ہے کہ زمین پر اپنے واسطے خزانہ جمع نہ کریں۔ تب خزانہ جمع کرنے کا دستور کیا تھا؟ عام طور پر خزانہ لکھڑی کے ڈبوں میں رکھ کر کسی جگہ جمع کیا جاتا تھا۔ یہو عجیب نےوضاحت کی کہ یہ چیزیں کیڑوں زنگ اور چوروں کو اپنی طرف مائل کرتی ہیں۔ دوسرے لفظوں میں یہ غیر ضروری ہیں۔ کیڑے اس چیز کو کھاتے ہیں جو ہم سے بہت دور ہوتی ہے نہ کہ اس چیز کو جس کو ہم مسلسل استعمال کرتے ہیں۔ زنگ ان چیزوں کو خراب کرتا ہے جنہیں ہم کبھی کبھار استعمال کرتے ہیں۔ ترقی یافتہ ممالک میں چوران چیزوں کو چراتے ہیں جن کی لوگوں کو ضرورت نہیں ہوتی۔ یعنی زیورات، قیمتی کل پر زے اور وہ تمام اشیاء جنہیں گروہ رکھا جاسکتا ہے۔

سچ شاگرد ”اپنا سب کچھ ترک“ کرچکے ہیں (لوقا: ۱۹: ۳۳)۔ وہ خدا کی دولت کے رکھوالے ہیں۔ پس دولت کو خرچ کرنے کا ان کا ہر ایک فیصلہ روحانی ہے۔ ہمیں اپنی دولت کے ساتھ کیا کرنا چاہیے جو ہماری زندگیوں کو جذبے ہوئے ہے۔ جب ہم خزانہ جمع کرتے ہیں، دولت اکٹھی کرتے ہیں اور اپنی ضرورت کی اشیا کو خریدتے نہیں۔ تو اس سے ہم یہ ظاہر کرتے ہیں کہ یہو عہداری زندگی میں نہیں ہے کیونکہ اگر وہ ہماری زندگی میں ہوتا تو ہم دولت سے اچھے کام کرتے۔

وہ اچھے کام کیا ہیں؟ یہو عجیب ہمیں حکم دیتا ہے کہ آسمان پر اپنے واسطے خزانہ جمع کرو، یہ کیسے ممکن ہے؟ لوقا کی انجیل میں وہ ہمیں بتاتا ہے۔ ”اپنا مال اس باب پر کر خیرات کر دو اور اپنے لیے ایسے بٹوے بناؤ جو پرانے نہیں ہوتے یعنی آسمان پر ایسا خزانہ جو خالی نہیں ہوتا، جہاں چور نہ یک نہیں جاتا اور کیڑا اخرب نہیں کرتا۔“ (لوقا: ۱۲: ۳۳)

انجیل کی منادی اور غریب ہوں کی مدد کے لیے دولت خرچ کرنے کا مطلب آسمان پر اپنے واسطے خزانہ جمع کرنا ہے۔ یہو عجیب ہمیں بتاتا ہے کہ اپنا خزانہ اس جگہ سے نکالو جہاں اُس کے چوری ہونے یا خراب ہونے کا ذر ہے اور اس کو اس جگہ جمع کر جہاں یہ خراب نہیں ہونے کا۔ اور یہ کام ہے جو شاگرد ساز خادم کر رہے ہیں اور وہ اپنے شاگردوں کو بھی ایسا کریمی تعلیم دے رہے ہیں۔

خراب آنکھ The Bad Eye

کیا یہو عجیب ہمیں سمجھانا چاہتا تھا؟ کہ درست آنکھ والوں کے بدنا روشنی سے بھرے ہوئے ہیں اور خراب آنکھ والوں کے بدنا تاریکی سے بھرے ہوئے ہیں۔ یقیناً اُخس سے اُس کی مراد دولت اور مادی چیزیں تھیں۔ کیونکہ وہ پہلے بھی اُن چیزوں

کے بارے کہدہ تھا اور اس کے بعد بھی اس نے ان چیزوں کے بارے کہا۔ یونانی لفظ جس کا ترجمہ متی: ۶ میں ”خراب“ کیا گیا ہے۔ اسی یونانی لفظ کا ترجمہ متی: ۲۰ میں ”بری“ کیا گیا ہے۔ یہاں ہم ایک مالک کے بارے پڑھتے ہیں جو اپنے نوکر سے کہتا ہے۔ ”تو اس لیے کہ میں نیک ہوں بری نظر سے دیکھتا ہے؟ ظاہر ہے کہ آنکھ لغوی طور پر تو بری نہیں ہو سکتی۔ لہذا بری (خراب) آنکھ کا محاور انسان کی لاپچی خواہشوں کو بیان کرتا ہے۔

یہ چیز متی: ۶۔ ۲۳ میں یسوع مسیح کے کلام کو سمجھنے میں مدد کرتی ہے۔ درست آنکھ کی علامت ایک شخص کے دل کی پاکیزگی کو ظاہر کرتی ہے۔ اور اس کی زندگی میں سچائی کی روشنی کے آنے کے لیے دروازہ کھلوتی ہے۔ پس وہ خدا کی خدمت کرتا ہے اور زمین کی بجائے آسمان پر خزانہ جمع کرتا ہے بری یا خراب آنکھ والا شخص سچائی کی روشنی کو اندر آنے سے روکتا ہے اور اپنے واسطے زمین پر مال جمع کرتا ہے۔ اور اس کا دل بھی یہاں لگا ہوا ہے۔ وہ یا یہاں رکھتا ہے کہ اس کی زندگی کا مقصد خود کی تسلیم ہے۔ دولت اس کا خدا ہے وہ آسمان پر جانے والوں میں سے نہیں ہے۔ دولت کو اپنا خدامانے کا کیام مطلب ہے؟ اس کا مطلب ہے کہ دولت آپ کی زندگی میں وہ مقام حاصل کرچکی ہے جو صرف خدا کا ہوتا چاہیے۔ دولت آپ کی زندگی کو مکمل طور پر قبضہ میں لیے ہوئے ہے۔ وہ آپ کی توانائی سوچ اور وقت ختم کر رہی ہے اور یہ آپ کی خوشی کا نبیادی ذریعہ ہے۔ آپ اس سے محبت کرتے ہیں اس لیے پلوس نے لاچ کو بت پرستی کے برابر ٹھہرایا اور کہا کہ کوئی لاپچی شخص خدا کی بادشاہی کا اوارث نہیں ہوگا۔

(افسیوں ۵: ۵، گلیوں ۳: ۵۔ ۶)

خدا اور دولت دونوں ہماری زندگی کے حامل بنتا چاہتے ہیں اور یسوع مسیح نے کہا ہم ایک ہی وقت میں دونوں کی خدمت نہیں کر سکتے ایک بار پھر ہم دیکھتے ہیں یوں مسیح اپنے بنیادی مقصد پر قائم ہے کہ صرف مقدمہ میں ہی خدا کی بادشاہی کے وارث ہوں گے۔ اس نے یہ بھی واضح کیا کہ وہ لوگ جو تاریکی سے بھرے ہوئے ہیں ان کا خدا دولت ہے۔ ان کا دل زمین پر لگا ہوا ہے اور وہ زمینی خزانہ جمع کرتے ہیں وہ زندگی کے راستے کے بالکل قریب نہیں ہیں۔

لاپچی غریب

The Covetous Poor

(ماڈی اشیاء کی سوچ میں غرق ہونا صرف بے مقصد ہے اور خاص طور پر اس وقت جب یہ اشیاء عمده ہوں۔ یوں مسیح نے مزید کہا ایک شخص (ماڈی اشیاء کی سوچ میں بے مقصد غرق ہو سکتا ہے اگرچہ یہ چیزیں بنیادی ضروریات کی ہیں)

یوں نے کہا ”اس لیے میں تم سے کہتا ہوں کہ اپنی جان کی فخر مرت کرنا کہ ہم کیا کھائیں گے کیا پینیں گے؟ اور نہ اپنے بدن کی کیا پہنیں گے؟ کیا جان خوراک سے اور بدن پوشاک سے بڑھ کر نہیں؟ ہوا کے پرندوں کو دیکھو کہ بوتے ہیں نہ کاٹتے۔ نہ کوٹھیوں میں جمع کرتے ہیں تو بھی تھہرا آسمانی باپ ان کو کھلاتا ہے۔ کیا تم ان سے زیادہ قدر نہیں رکھتے؟ تم میں ایسا کون ہے جو فکر کر کے اپنی عمر میں ایک گھڑی بھی بڑھا سکے؟ اور پوشاک کے لیے کیوں فکر کرتے ہو؟ جنگلی سون کے درختوں کو غور سے دیکھو کہ وہ کس طرح بڑھتے ہیں۔ وہ نہ محنت کرتے ہیں نہ کاتتے ہیں۔ تو بھی میں تم سے کہتا ہوں کہ سلیمان بھی باوجود اپنی

ساری شان و شوکت کے اُن میں سے کسی کی مانند ملبس نہ تھا۔ پس جب خدامیدان کی گھاس کو جو آج ہے اور کل تور میں جھوکی جائے گی ایسی پوشاک پہنا تاہے تو اے کم اعتماد و تم کو کیوں نہ پہنائے گا؟ اس لیے فکر مند ہو کر یہ نہ کہم کیا کھائیں گے یا کیا پہنیں گے؟ کیونکہ ان سب چیزوں کی تلاش میں غیر قومیں رہتی ہیں اور تمہارا آسمانی باپ جانتا ہے کہ تم ان سب چیزوں کے محتاج ہو۔ بلکہ تم پہلے اُس کی بادشاہی اور اُس کی راستبازی کی تلاش کرو تو یہ سب چیزیں بھی تم کوں جائیں گی۔ پس کل کے لیے فکر نہ کرو کیونکہ کل کا دن اپنے لیے آپ فکر کرنے کا ہے آج کے لیے آج ہی دکھ کافی ہے۔

(متی ۶: ۲۵-۳۲)

اس کتاب کا مطالعہ کرنے والے بہت سارے لوگ اس قابل نہیں ہوئے کہ وہ خود کو ان لوگوں سے منسلک کر سکیں جن سے یہ یوں خطاب کر رہا تھا۔ آپ آخری بار کب کھانے پینے اور پہننے کے بارے فکر مند ہوئے؟ تاہم یہ یوں مجھ کے کلام کا اطلاق ہم سب پر ہے۔ اگر زندگی کی بنیادی ضروریات کی فکر کرنا غلط ہے تو پھر غیر ضروری چیزوں کے بارے کیا ہو گا؟

یہ یوں مجھ کرتا ہے کہ اُس کے شاگرد و اشیا کی تلاش کو اپنی توجہ کا مرکز بنایا۔ یعنی اُس کی بادشاہی اور راستبازی۔ جب ایک مسیحی ایماندارہ یکی نہیں دے سکتا لیکن وہ بہت ساری غیر ضروری مادی اشیاء کو خریدتا ہے کیا وہ میسیحیت کے اُس معیار کو چھوڑتا ہے کہ پہلے اُس کی بادشاہی اور راستبازی کی تلاش کرے؟ جواب واضح ہے۔

عیب جوئی نہ کرو

Don't be a Fault Finder

”عیب جوئی نہ کرو کہ تمہاری بھی عیب جوئی نہ کی جائے کیونکہ جس طرح تم عیب جوئی کرتے ہو اسی طرح تمہاری بھی عیب جوئی کی جائے گی اور جس پیانہ سے تم ناپتے ہو اسی سے تمہارے واسطے ناپا جائے گا۔ تو کیوں اپنے بھائی کی آنکھ کے ننکے کو دیکھتا ہے اور اپنی آنکھ کے شتبیر پر غور نہیں کرتا اور جب تیری ہی آنکھ میں شتبیر ہے۔ تو وہ اپنے بھائی سے کیوں کہہ سکتا ہے کہ لا تیری آنکھ سے تنکا نکال دوں؟ اے ریا کار پہلے اپنی آنکھ میں سے شتبیر نکال پھر اپنے بھائی کی آنکھ میں سے تنکے کو اچھی طرح دیکھ کر نکال سکے گا۔“ (متی ۷: ۱-۵)

اگرچہ یہ یوں مجھ نے اس عبارت کا براہ راست فہمیوں اور فریسوں کی طرف اشارہ نہیں کیا۔ تاہم یقینی طور پر وہ اُس گناہ میں ملوث تھے۔ وہ اُس میں عیب تلاش کرتے تھے۔ دوسروں کی عیب جوئی سے خود ادا کرنے سے یہ یوں مجھ کا کیا مطلب تھا؟ آئیں پہلے اس پر غور کریں کہ اُس کے کہنے کا کیا مطلب نہیں تھا۔ اُس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ ہمیں دوسرے لوگوں کے اعمال سے ان کے کردار کا اندازہ نہیں لگانا چاہیے۔ یہ بالکل واضح ہے۔ اس حصے کے فوراً بعد یہ یوں مجھ نے اپنے شاگردوں کو نصیحت کی کہ اپنے موئی سو روں کے آگے نہ الیا پاک چیز کتوں کو نہ دو۔ (متی ۷: ۶)

ظاہر ہے کہ یہ یوں مجھ خاص قسم کے لوگوں کے بارے کہہ رہا تھا۔ وہ لوگ جو پاک چیزوں کی مقدار نہیں کرتے جو انہیں دی جاتی ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ وہ غیر نجات یافتہ لوگ ہیں۔ اگر تم اُس حکم کی تابعداری کرنا چاہتے ہیں تو ضرور ہے کہ ہم لوگوں کی

شناخت کریں کہ وہ کہتے ہیں یا نہ۔ مزید یوں نے اپنے شاگردوں کو منصر آتا یا کہ وہ کس طرح جھوٹے استادوں کی شناخت کر سکتے ہیں جو "بھیڑوں کے لباس میں بھیڑیے ہیں"۔ (۱۵:۷)

ان کے پھلوں سے تم ان کو پہچان لو گے۔ یوں کی ہدایت کی تابعداری کرنے کے لیے ہمیں لوگوں کی طرز زندگی کا مشاہدہ کرنا چاہیے۔ اسی طرح پولوں نے کرنتھیوں کے ایمانداروں کو بتایا۔ "لیکن میں نے تم کو درحقیقت یہ لکھا تھا کہ اگر کوئی بھائی کہلا کر حرام کاریا لائی گی یا بت پرست یا گالی دینے والا یا شرابی یا نظام ہو تو اس سے محبت نہ کو بلکہ ایسے کے ساتھ کھانا تک نہ کھانا"

(۱۔ کرنتھیوں ۱۱:۵)۔ اس ہدایت پر عمل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم لوگوں کی طرز زندگی کا مشاہدہ کریں۔ اور اپنے مشاہدے کو بنیاد بناتے ہوئے ان کی عدالت کریں۔ یوحنارسل نے ہمیں بتایا کہ ہم آسانی سے امتیاز کر سکتے ہیں کہ کون خدا کا ہے اور کون ابلیس کا۔ لوگوں کی طرز زندگی سے اس بات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کون نجات یافت ہے اور کون غیر نجات یافت۔

(۱۔ یوحنا ۳:۱۰)

یہ سب کچھ اس لیے کہا گیا تا کہ لوگوں کے اعمال سے ان کے کردار کا امتیاز کیا جائے کہ آیا ان کا تعلق خدا سے ہے یا ابلیس سے ہے۔ پس یوں کے کہنے کا کیا مطلب تھا۔ غور کریں کہ یوں سچھ اپنے بھائی میں چھوٹے عیب تلاش کرنے کے بارے کہہ رہا تھا۔ یوں سچھ ہمیں بے ایمانوں کے ظاہری گناہوں کی نشاندہی کرنے سے خبردار کر رہا تھا۔ اس ہدایت سے پتہ چلتا ہے کہ مسیحیوں کو دوسرے مسیحیوں کے ساتھ کیسا سلوك کرنا چاہیے۔ انہیں چاہیے کہ وہ ایک دوسرے میں چھوٹے عیوبوں کو تلاش مت کریں اور خاص طور پر اس وقت جب وہ اپنے بڑے گناہوں سے چشم پوشی کرتے ہیں اس صورت میں وہ ریا کا رٹھہریں گے۔ جیسا کہ ایک دفعہ یوں نے ریا کاروں کے ہجوم سے کہا "جو تم میں بے گناہ ہو وہی پہلے اس کے پھر مارے" (یوحنا ۸:۷)۔ یعقوب رسول جس کے خطوط اکثر پھاڑی و عظیم کے متوالی چلتے ہیں۔ اس نے بھی بالکل یہی لکھا "اے بھائیو! ایک دوسرے کی شکایت نہ کروتا کہ تم سزا نہ پاؤ، دیکھو منصف دروازہ پر کھڑا ہے"۔ (یعقوب ۹:۵)

غالباً یہ اس چیز کو سمجھنے میں ہماری مدد کرتی ہے۔ جس سے یوں نے ہمیں خود اکیا یعنی ساقی ایماندار میں عیب تلاش کرنا اور پھر اس کی آشیکر کرنا اور ایک دوسرے کی شکایت کرنا۔ جب ہم اپنے ساقی ایمانداروں کی دوسروں کے سامنے عیب جوئی کرتے ہیں تو ہم سنہری اصولوں کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ کیونکہ ہم نہیں چاہتے کہ کوئی ہماری غیر موجودگی میں ہمارے عیوبوں کے بارے بات کرے۔ ہم دوسرے ایمانداروں میں عیب تلاش کرنا پسند کرتے ہیں۔ لیکن جب ہم ایماننا فقتوں کے بغیر کرتے ہیں تو ہم گناہ نہیں کرتے۔ تاہم بے ایمان لوگوں میں عیب تلاش کرنا صرف اور صرف وقت کا ضایع ہے۔ اگلی آیت میں یہی ہمارا موضوع ہے۔ یوں سچھ نے کہا "پاک چیز کتوں کو نہ دو اور اپنے موقی سو روں کے آگے نہ ڈالو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ ان کو پاؤں تلے روندیں اور پلٹ کر تم کو پھاڑیں"۔ (متی ۷:۶)

ایک مثال میں اس کو اس طرح بیان کیا گیا ہے "فُلْلَهُ بازِ كُولَّا مَتَّهُ كَرَا وَرَهْ تَجْهِهُ مَحْبَتُ رَكْهَهُ" (امثال ۹:۸)۔ یوں سچھ نے ایک دفعہ اپنے شاگردوں سے کہا کہ جو ان کی خوشخبری کو رد کریں۔ ان کے خلاف اپنے پاؤں کی گرد جھاڑنا۔ خدا نہیں چاہتا کہ اس کے خادم ایک دفعہ کتوں کی شناخت کرنے کے بعد ان کو سدھانے کی کوشش پر وقت ضائع کریں۔ کیونکہ اس

دعا کرنے کی حوصلہ افزائی

Encouragement to Pray

اب ہم یوں مسح کے اس وعظ کے آخری حصے پر پہنچتے ہیں۔ اس کا آغاز کچھ حوصلہ افزاد عائیہ وعدوں سے ہوتا ہے ”ماں گو تو تمکو دیا جائے گا ڈھونڈو تو پاؤ گے۔ دروازہ کٹھتا تو تمہارے واسطے کھولا جائے گا۔ کیونکہ جو کوئی مانگتا ہے اسے ملتا ہے اور جو ڈھونڈتا ہے وہ پاتا ہے اور جو کھٹکھاتا ہے اس کے واسطے کھولا جاتا ہے۔ تم میں سے ایسا کو نسا آدمی ہے کہ اگر اس کا بیٹا اس سے روئی مانگتے تو وہ اسے پتھر دے؟ یا اگر مجھلی مانگتے تو اسے سانپ دے؟ پس جب کتم برے ہو کر اپنے بچوں کو اچھی چیزیں دینا جانتے ہو تو تمہارا باپ جو آسمان پر ہے اپنے مانگنے والوں کو اچھی چیزیں کیوں نہ دیگا؟“ (متی: ۷: ۱۱)

ہاں ایک پڑھنے والا کچھ حد تک یہ کہہ سکتا ہے ”کہ پہاڑی وعظ کے اس حصے میں پاکیزگی کے بارے کچھ نہیں کہا گیا۔“ ہم جو کچھ مانگتے ہیں۔ اس کا انحصار دعائیں کٹھتا نے اور ڈھونڈنے پر ہے۔ راستبازی کے بھوکوں اور پیاسوں کی مانند۔ ہمیں یوں مسح کے اس وعظ کے تمام احکام کی تابعیت کرنا ہوگی۔ اور اس بات کا عکس ہماری دعائیں میں نظر آنا چاہیے۔ درحقیقت یوں مسح کا دعائیہ نہ ہے جس کا ذکر پیچھے اس پہاڑی وعظ میں کیا گیا وہ ہماری اس خواہش کا اظہار ہے کہ خدا کی مرضی پوری ہو اور پاکیزگی آئے۔ لوقا کی انجیل میں زیر بخش ان دعائیہ وعدوں کے اختتامی الفاظ یہ ہیں ”پس جب تم برے ہو کر اپنے بچوں کو اچھی چیزیں دینا جانتے ہو تو آسمانی باپ اپنے مانگنے والوں کو روح القدس کیوں نہ دیگا؟“ (لوقا: ۱۱: ۱۳)

جب یوں مسح نے ہم کو اچھی چیزیں دینے کا وعدہ کیا ہے تو اس کا خیال نہیں اور عملہ اشیاء نہیں تھا۔ اس کے ذہن میں اچھی چیز روح القدس ہے۔ کیونکہ روح القدس ہمیں پاک کرتا ہے اور انجیل کی منادی کرنے میں ہماری مدد کرتا ہے جو لوگوں کو پاک کرتی ہے، اور پاک لوگ آسمان پر جائیں گے۔ دوسرا اچھی چیزیں وہ جو خدا کی مرضی کے موافق ہیں۔ ظاہر ہے خدا کی زیادہ تر توجہ اپنی باوشاہی اور مرضی کی طرف ہوتی ہے پس ہمیں یہ امید کرنی چاہیے کہ ہماری دعائیں خدا کی باوشاہی میں ہمیں قابل استعمال بنتی ہیں اور ہمیشہ سنی جائیں گی۔

اختصار یہ بیان

A Summarizing Statement

اب ہم ایک ایسی آیت پر پہنچتے ہیں۔ جو یوں کے اس پہاڑی وعظ کا اختصار یہ بیان ہے۔ بہت سارے تفسیر گار اس کو نظر انداز کرتے ہیں۔ لیکن یہ بہت اہم ہے اس لیے ہم ایسا نہیں کریں گے۔ صاف ظاہر ہے کہ یہ خاص آیت اختصار یہ بیان ہے۔ کیونکہ اس آیت کا آغاز لفظ ”پس“ سے ہوتا ہے۔ ”پس جو کچھ تم چاہتے ہو کہ لوگ تمہارے ساتھ کریں وہی تم بھی ان کے ساتھ کرو کیونکہ تو ریت اور نیوں کی تعلیم یہی ہے۔“

یہ بیان دعا کے بارے پہلی چند آیات کا خلاصہ نہیں ہو سکتا ہے۔ نہیں تو اس سے کچھ سمجھنیں آئیگا۔ یاد کریں کہ یوسع نے اپنے ععظ کے آغاز میں کہا یہ ملت خیال کرو کہ میں توریت اور نبیوں کی کتابوں کو منسون کرنے آیا ہوں (متی: ۵: ۱۷)۔

اس نقطے سے اس آیت پہنچنے تک۔ اس نے پرانے عہد نامہ میں خدا کے احکام کی وضاحت کرنے کے علاوہ اور کچھ نہیں کیا۔ پس اب اس آیت میں اس نے توریت اور نبیوں کی کتابوں میں ہر چیز کے بارے دیجے گئے احکام کا خلاصہ بیان کیا ہے۔ ”پس جو کچھ تم چاہتے ہو کہ لوگ تمہارے ساتھ کریں وہی تم بھی ان کے ساتھ کرو کیونکہ توریت اور نبیوں کی تعلیم یہی ہے“ (۱۲: ۷)۔ غالباً ”توریت اور نبیوں کی کتابوں“ میں بیان کی گئی ہر ایک چیز کا تعلق اس سے ہے جو یوسع نے متی: ۵: ۱۷ اور متی: ۱۲ کے درمیان کیا۔ یوسع مجھ اپنے ععظ کا نتیجہ رکالتے ہوئے ایک بار پھر اپنے بنیادی مقصد کو دھرا تے ہیں کہ صرف مقدسین ہی خدا کی بادشاہی کے وارث ہوں گے۔

”تغلق دروازہ سے داخل ہو کیونکہ وہ دروازہ چوڑا ہے اور وہ راستہ کشادہ ہے جو ہلاکت کو پہنچاتا ہے اور اس سے داخل ہونے والے بہت ہیں۔ کیونکہ وہ دروازہ تغلق ہے اور وہ راستہ سکڑا ہے جو زندگی کو پہنچاتا ہے اور اس کے پانے والے تھوڑے ہیں“ (متی: ۷: ۱۳۔ ۱۴)

ظاہر ہے کہ تغلق دروازہ اور زندگی کو پہنچنے والا راستہ نجات کی علامت ہے۔ چوڑا دروازہ اور کشادہ راستہ ہلاکت ہے۔ اور اس میں داخل ہونے والے بہت ہیں۔ اگر ہر وہ بات جو یوسع مجھ نے اس بیان سے پہلے کہی کا مطلب کوئی بھی چیز، اگر اس وعظ میں منطق کے مطابق تسلیم پایا جاتا ہے۔ اگر یوسع مجھ مقرر ہونے کے ناطے ذات رکھتا تھا تو پھر سکڑے راستے کی فطری تربیتی یہ ہوگی۔ یوسع کی پیر وی کرنے کا راستہ اس کے حکموں پر چلنے کا راستہ۔ کشادہ راستہ اس کے مخالف ہو گا۔ اس وعظ میں بیان کیے گئے سکڑے راستے پر چلنے والے مسکنی ایماندار کتنے ہیں؟ یقیناً شاگرد ساز خادم اسی راستے پر چل رہا ہے جو سکڑا ہے۔ اور وہ اپنے شاگردوں کی بھی اس راہ میں راہنمائی کرتا ہے۔

مسکنی ایمانداروں کے لیے یہ بڑی پریشان کن بات ہے کہ یوسع نے اس وعظ میں ایمان یا اس پر ایمان لانے کے بارے کچھ نہیں کہا۔ بلکہ اس نے جو کچھ کہا وہ نجات اور عذاب کے بارے تھا۔ وہ جو روئیے اور یقین کے درمیان کبھی نہ ختم ہونے والے تعلق سے پوری طرح آگاہ ہے۔ ان کے لیے اس وعظ میں کوئی مشکل نہیں۔ وہ لوگ جو یوسع کی تابعداری کرتے ہیں وہ اپنے اعمال سے اپنے ایمان کا اظہار کرتے ہیں۔ وہ جو اس کی تابعداری نہیں کرتے وہ اس بات پر ایمان نہیں لاتے کہ وہ خدا کا بیٹا ہے۔ ہماری نجات ہم پر خدا کے فعل کی علامت ہے۔ ہماری پاکیزگی حقیقت میں اس کی پاکیزگی ہے۔

جوہوٹے مذہبی راہنماؤں کی پہچان کیسے کی جائے

How to Recognize False Religious Leaders

جیسا کہ یوسع مجھ مسلسل اپنے بنیادی مقصد پر قائم ہے۔ اس نے اپنے شاگردوں کو جوہوٹے نبیوں سے باخبر کیا جو ہلاکت کے

راستہ کی طرف لوگوں کی راہنمائی کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو حقیقت میں خدا کے وفادار نہیں ہیں۔ تاہم وہ خود کو خدا کا وفادار ظاہر کرتے ہیں۔ تمام جھوٹے اسٹادوں اور راہنماؤں کا شمار اس درجہ میں ہوتا ہے۔ ان کی شناخت کیسے کی جاسکتی ہے؟ ”جھوٹے نبیوں سے خبردار ہو جو تمہارے پاس بھیڑوں کے بھیس میں آتے ہیں مگر باطن میں پھاڑنے والے بھیڑیے ہیں۔ ان کے پھلوں سے تم ان کو پیچان لو گے۔ کیا جھاڑیوں سے انگویر یا آونٹ کثاروں سے انحراف لوتتے ہیں؟ اسی طرح ہر ایک اچھا درخت اچھا پھل لاتا ہے اور برا درخت برا پھل لاتا ہے۔ اچھا درخت برا پھل نہیں لاسکتا اور نہ برا درخت اچھا پھل نہیں لاسکتا ہے۔

جودرخت اچھا پھل نہیں لاتا وہ کانا اور آگ میں ڈالا جاتا ہے۔ پس ان کے پھلوں سے تم ان کو پیچان لو گے۔

جو مجھ سے اے خداوند! کہتے ہیں ان میں سے ہر ایک آسمان کی بادشاہی میں داخل نہ ہو گا مگر وہی جو میرے آسمانی باپ کی مریضی پر چلتا ہے۔ اس دن بیتیرے مجھ سے کہیں گے اے خداوند! کیا ہم نے تیرے نام سے نبوت نہیں کی اور تیرے نام سے بدر و حوالوں کو نہیں نکالا اور تیرے نام سے بہت سے مجرے نہیں دکھائے؟ اس وقت میں ان سے صاف کہہ دو گنا کہ میری کبھی قسم سے واقفیت نہ تھی۔ اے بدکار و میرے پاس سے چلے جاؤ۔ (متی ۷: ۱۵-۲۳)

یسوع مسیح نے واضح طور پر کہا کہ جھوٹے اسٹاد بڑے فرمی ہیں وہ حقیقی ایمان دار ہونے کا دکھاوا کرتے ہیں۔ وہ یسوع مسیح کے اس نام سے مجرم رکرتے ہیں، بدر و حوالوں کو نکالتے ہیں، نبوت کرتے ہیں اور اسے اپنا خداوند کہتے ہیں۔ لیکن وہ بھیڑوں کے بھیس میں پھاڑنے والے بھیڑیے ہیں۔ وہ حقیقی بھیڑیں نہیں ہیں۔ اس بات کا کیسے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں یا اپے ان کے پھلوں سے انکو پیچانا جاسکتا ہے۔ یسوع مسیح کس قسم کے پھلوں کے بارے کہہ رہے تھے؟ یہ بات تو ظاہر ہے کہ وہ مجرموں کے پھل تو نہیں ہیں۔ بلکہ وہ پھل تو یسوع مسیح کی تعلیم کی تابع داری ہے۔ سچی بھیڑیں خدا کی مریضی کو پورا کرتی ہیں۔ بدکار جھوٹے ہیں (۲۳: ۷) اب ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ دونوں کی زندگیوں میں یسوع کی تعلیم اور حکام کا موازنہ کریں۔

آج بھی کلیسا یاء میں جھوٹے اسٹاد موجود ہیں لہذا ہمیں پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ یسوع مسیح اور پلوؤں نے ہمیں پہلے ہی خبردار کیا ہے کہ آخری دنوں میں بہت سے جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے (متی ۱۱: ۲۲-۲۳)۔

آج ہم میں جھوٹے نبی وہ ہیں جو اس بات کی تعلیم دیتے ہیں کہ آسمان پر جانے والوں کے لیے پاک ہونا ضروری نہیں ہے۔ وہ لاکھوں لوگوں کے ابدی عذاب کے ذمہ دار ہیں۔

ان کے بارے (John Wesley) نے لکھا:

خدا کے پیغام رسائیں کا انجینٹ بنتا بڑی ہولناک بات ہے۔ اگر وہ لوگ جنہیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ آدمیوں کو آسمان کی راہ کی تعلیم دیں۔ وہ ایسا کرنے کی بجائے انہیں جہنم کی راہ کی تعلیم دیتے ہیں۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ اس کا جواب میں دیتا ہوں، کہ دس ہزار عقل مند اور باعزت آدمی چاہے وہ سب کسی بھی فرقہ سے منسلک ہوں۔ وہ اگر تکبیر کی حوصلہ افرائی کرتے ہیں، دوسروں کو ناجائز تصور کرتے ہیں۔ تند مزاج رکھتے ہیں، دنیا کے محبوب ہیں، بے انصاف ہیں، لاپرواہ ہیں، بیکار جگلوں ہیں۔ وہ آدمی جو راستبازی کی خاطر تکلیفیں نہیں آٹھاتا وہ یہ تصور کرتا ہے کہ آسمان کی راہ پر چل رہا ہے۔ کلام کی روح سے وہ

جو ہوئے نبی ہیں۔ وہ خدا اور آدمی دونوں کی نظر میں دغ باز ہیں۔ مسلسل لوگوں کوتار کی کے اندر ہیروں میں ڈال رہے ہیں۔ اور وہ جو روح کے اعتبار سے غریب ہیں اس کی پیری دی کرتے ہوئے وہ ہلاکت کا شکار ہوتے ہیں۔

(ویزلی) Wesley نے خاص طور پر جھوٹے استادوں کے بارے اپنی رائے دی۔ جن سے یسوع نے متی ۷:۱۵-۲۳ میں خبردار رہنے کو کہا۔ غور کریں کہ یسوع مجھ نے جو کچھ کہا وہ اس کے بالکل بر عکس ہے جو آج بہت سارے جھوٹے استاد ہمیں بتاتے ہیں کہ وہ جو اچھا پھل نہیں لاتا جہنم کی آگ میں ڈالا جائے گا۔ (۱۹:۷)

مزید یہ کہ اس کا اطلاق نہ صرف نبیوں اور استادوں پر ہوتا ہے بلکہ ہر ایک آدمی پر۔ یسوع نے کہا ”جو مجھ سے اے خداوند کہتے ہیں ان میں سے ہر ایک آسمان کی بادشاہی میں داخل نہ ہو گا مگر وہی جو میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلتا ہے۔“ (متی ۷:۲۱)

نبیوں کے سچے ہونے کی تھوڑی کیا ہے؟ یسوع مجھ کا بنیادی مقصد ہے کہ صرف مقدسین ہی خدا کی بادشاہی کے وارث ہوں گے۔ وہ لوگ جو یسوع مجھ کی فرمائبرداری نہیں کرتے ان کی منزل جہنم ہے۔ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ یسوع مجھ نے ظاہری اور باطنی شخص کے درمیان تعلق قائم کیا۔ ”اچھا“ درخت اچھا پھل لاتا ہے اور ”بُرا“ درخت اچھا پھل نہیں لاتا۔ اچھے پھل جو باہر نظر آتے ہیں وہ انسان کی فطرت کے باعث ہیں۔ اس کے فضل کے باعث خدا نے اپنی فطرت کو بدلتا جو یسوع مجھ پر ایمان رکھتے ہیں۔

آخری انتباہ اور خلاصہ

A Final Warning and Summary

یسوع کے خطاب کے آخری الفاظ یا آخری انتباہ اور خلاصہ۔ مثال کے طور پر جیسا کہ آپ تو قع کرتے ہیں۔ یہ اسی نظریے کی طرح ہے کہ صرف مقدس لوگ ہی خدا کی بادشاہی میں داخل ہو سکتے ہیں۔ ”پس جو کوئی میری باتیں سنتا اور ان پر عمل کرتا ہے وہ اس عقلمند آدمی کی مانند ٹھہرے گا جس نے چنان پر اپنا گھر بنایا اور مینہ برسا اور پانی چڑھا اور آندھیاں چلیں اور اس کے گھر پر نکل کریں لیکن وہ نہ گرا کیوں کردا اس کی بنیاد پر چنان پڑا میں تھی۔ اور جو کوئی میری باتیں سنتا ہے اور ان پر عمل نہیں کرتا وہ اس بیوقوف آدمی کی مانند ٹھہرے گا جس نے اپنا گھر ریت پر بنایا اور مینہ برسا اور پانی چڑھا اور آندھیاں چلیں اور اس کے گھر کو صدمہ پہنچا اور وہ گر گیا اور بالکل بر باد ہو گیا۔“ (متی ۷:۲۴-۲۷)

یسوع کی آخری تمثیل ”زندگی کی کامیابی“ کافار مولانا نہیں ہے۔ جیسا کہ کچھ لوگ اس کو استعمال کرتے ہیں۔ یہ عبارت ہم پر واضح کرتی ہے کہ وہ اس بات کی نصیحت نہیں کر رہا تھا کہ اس کے وعدوں پر ایمان لا کر اپنے معاشی حالات اچھھ کرلو۔ یہ یسوع کے پہاڑی و عظماً کا خلاصہ ہے۔ وہ جو یسوع کی کہی گئی نصیحتوں پر عمل کرتے ہیں۔ وہ عقل مند ہیں اور برداشت کرتے ہیں اُنہیں خدا کے غصب سے خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ جو اس پر عمل نہیں کرتے ہیں اور وہ اس کا بھاری معاوضہ ادا کریں گے۔ ”ابدی ہلاکت کی سزا پائیں گے۔“ (۲- تحلیل نبیوں: ۹)

ایک سوال کا جواب

Answer to a Question

یہ ممکن نہیں ہے کہ یسوع کا پہاڑی و عذر صرف ان لوگوں پر عائد ہوتا ہے جو کہ اس کے مصلوب ہونے اور جی انٹھنے سے پہلے زندہ تھے۔ کیا وہ اُس شریعت کے ماتحت نہ تھے جو ابدی نجات کا ذریعہ نہیں۔ لیکن جب یسوع ان کے گناہوں کے واسطے مرزا تو پھر انہوں نے ایمان کے وسیلے سے نجات پائی۔ پس اس وعظ میں غالب آنے والے مرکزی خیال کی تشریح کی گئی ہے۔ یہ مفروضہ غلط ہے۔ کسی نے بھی اپنے اعمال سے کبھی نجات نہیں پائی۔ پرانے عہد نامہ کے وقت سے پہلے اور اس کے دوران نجات ہمیشہ ایمان کے وسیلے سے آتی۔ پلوس نے رو میوں ۲ باب میں کہا ابراہام اور داؤد دونوں ایمان کے باعث راستا باز شہر سے نہ کہ اعمال کے باعث۔

مزید یہ کہ یہ ممکن نہ تھا کہ یسوع کو سننے والے حاضرین اعمال کے باعث نجات پاسکتے، کیونکہ سب نے گناہ کیا اور خدا کے جلال سے محروم ہو گئے (رومیوں ۳:۲۳) صرف خدا کا فضل ہی انہیں بچا سکتا تھا۔ اور صرف ایمان کے وسیلے سے ہی اس کا فضل حاصل کیا جاسکتا تھا۔ بدقتی سے آج کلیسا میں بہت سے ایسے ہیں جو یہ نظریہ پیش کرتے ہیں کہ یسوع مجھ کے احکام کا اس سے بڑا کوئی مقصود نہ تھا کہ ہم اپنے جرم کو محسوس کریں۔ تاکہ ہم یہ جانتے کہ اعمال کے ذریعے نجات حاصل کرنا ممکن ہے۔ اب ہم پیغام کو سمجھ چکے ہیں اور ایمان کے باعث نجات پا چکے ہیں۔

ظاہر ہے کہ جب تک ہم یہ نہیں چاہتے کہ دوسرے بھی نجات پائیں تب تک ہم لوگوں پر احکام کی روشنی میں یہ واضح نہیں کر سکتے کہ وہ کتنے گنگہار ہیں۔ اور یہ کہ وہ ایمان کے وسیلے سے ہی نجات پائیں گے۔ یسوع نے اپنے شاگردوں سے یہ نہیں کہا کہ ”تمام دنیا میں جاؤ اور شاگرد بناؤ۔ اور ان پر یہ واضح کرو کہ وہ جانیں کہ وہ ایک دفعہ اپنے گناہوں کو محسوس کریں اور پھر ایمان کے وسیلے سے نجات پائیں۔ میرے احکام ان کی زندگی میں ان کے مقاصد کو پورا کریں گے۔ بلکہ اس نے کہا ”پس تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ اور ان کو بآپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام سے پتسمہ دو اور ان کو یہ تعلیم دو کہ ان سب باقتوں پر عمل کریں جنکا میں نے تم کو حکم دیا اور دیکھو میں دنیا کے آخرت کہ ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں“۔ (متی ۱۹:۲۸-۲۰)

شاگرد ساز خادم بالکل ایسا ہی کر رہے ہیں۔